﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿۔۔۔اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿۔۔۔عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 23؍فروری 2018ء — 06 جمادی الثانی 1439 ہجری قمری ❁ 23؍تبلیغ 1397 ہجری شمسی | شمارہ 08

## سچائی کو باریکی سے اختیار کرنے کی تعلیم

حضرت عبداللہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا یہاں آؤ تو مَیں تمہیں ایک چیز دوں گی۔ اس پر حضورؐ نے میری والدہ سے پوچھا کہ تمہارا اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ تھا۔ کہنے لگی کھجور۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے نام ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب التشدید فی الکذب)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

**میرے ساتھ ایک ایسا قادر ہے کہ اس کے نگہبان میرے گھر سے دُور نہیں ہوتے اور اس کی رحمت ایک لحظہ بھی مجھ کو نہیں چھوڑتی لیکن مخالف نہیں دیکھتے۔ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقدّر تھا۔ میرا انکار منکروں پر حسرت کا سبب اور میرا اقرار ان کے لئے جو حسد کو چھوڑتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں برکتوں کا باعث ہے۔**

”اور ان میں سے ایسے لوگ ہیں کہ کمینی اور رذیل خصلتوں میں سب سے بڑھ گئے۔ یہی لوگ ہیں جو اہل حق پر ٹھٹھے مارتے ہیں اور ان سے دشمنی کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور ریا اور دکھلاوے کے کام کرتے ہیں اور اخلاص نہیں رکھتے اور خدا کے مسیح پر اور اس کے گروہ پر حملہ کرتے ہیں اور ان کو حاکموں کی طرف کھینچتے ہیں اور ہر ایک رستے کے سرے پر ان کے ستانے کے لئے بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالو کیونکہ یہ کافر ہیں۔ اور جس وقت ان کو کہیں کہ خدا کے کلام کی طرف آؤ اور اس کو ہمارے اور اپنے درمیان حَکم بناؤ تو ان کی آنکھیں غصہ سے لال ہو جاتی ہیں اور گالیاں دیتے گزر جاتے ہیں۔ بہتوں نے خدا کے نشانوں کو آنکھوں سے دیکھا پھر متکبرانہ گزر جاتے ہیں گویا اندھے ہیں۔ خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کی دلیلوں کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے وقت شور ڈال دو تا غالب ہو جاؤ لیکن جو ضَآلِّیْن کے وارث ہوئے ان میں سے بعض نصاریٰ کی خُو خصلت اور شعار کو دوست رکھتے ہیں اور اس طرف جھک گئے۔ لباس کوٹ پتلون بوٹ اور طرزِ زندگی اور ساری عادتوں میں نصاریٰ کی نقل اتارتے ہیں اور ان عادتوں کے مخالفوں پر ہنستے ہیں اور نصاریٰ کی عورتوں کو اپنے نکاح میں لاتے ہیں اور اُن سے عشق بازیاں کرتے ہیں۔ اور ان میں سے (کئی) نصاریٰ کے فلسفہ کی طرف متوجہ ہوئے جس کی ان شہروں میں انہوں نے اشاعت کی ہے اور دین کے کاموں میں غفلت کرتے ہیں۔ بہت سی نامناسب باتیں بولتے ہیں اور خدا کے دین کی حقارت کرتے ہیں اور خوف نہیں کرتے۔ اور بعض ان میں سے پکّے گمراہ ہو گئے اور جہالت سے اسلام کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور اسلام کے ردّ میں کتابیں لکھیں اور خدا کے رسول کو بُرا کہا اور اس کی عزت پر حملہ کیا اور اس قسم کے لوگ اس ملک میں کثرت سے ہیں اور وہ اس سے پہلے مسلمان تھے۔ پس جس بات کا سورۃ فاتحہ میں اشارہ تھا وہ ظاہر ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اور پہلی خبر جو اُمُّ الۡکِتَاب کی خبروں میں سے ظاہر ہوئی وہ مسلمانوں کا نصرانی ہو جانا اور ان کا گالیاں دینا اور کتّوں کی طرح حملہ کرنا ہے۔ جیسا کہ دیکھتے ہو۔ پھر مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ کی خبر ظاہر ہوئی جیسا کہ تم علماء کے گروہ اور ان کے تابعوں اور اہل دنیا اور امیروں اور پیروں اور فقیروں اور درویشوں میں دیکھتے ہو کہ کس قدر تکبر کرتے ہیں۔ خاکساری اختیار نہیں کرتے۔ ریا کرتے ہیں۔ اخلاص نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ دنیا پر اوندھے پڑے ہیں اور خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور خدا کے دنوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے نشانوں کو دیکھتے ہیں اور سر پھیرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ حق کو خاک کے نیچے چھپا دیں۔ اور اس کے دامن کو کتّوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ اور اپنے رات اور دن میں فکر نہیں کرتے کہ آخر پوچھے جائیں گے۔ اگر مجھ کو قتل کر سکتے تو ضرور قتل کرتے لیکن خدا نے ان کو ناکام اور نامراد رکھا۔ میرے نابود کرنے میں مکر کام میں لاتے ہیں۔ تب آسمان سے ایک ایسا امر نازل ہوتا ہے کہ ان کے مکر کو برباد کر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتے۔ میرے ساتھ ایک ایسا قادر ہے کہ اس کے نگہبان میرے گھر سے دُور نہیں ہوتے اور اس کی رحمت ایک لحظہ بھی مجھ کو نہیں چھوڑتی لیکن مخالف نہیں دیکھتے۔ بلکہ مجھ کو دیکھتے ہیں اور چیں بہ جبیں ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور قسم پر قسم کھاتے ہیں کہ مَیں جھوٹا ہوں اور ایسا کوئی بھید نہیں رہا جو ظاہر نہ ہوا اور نہ کوئی قضیہ جو فیصلہ نہ ہو۔ قریب ہے کہ جو کچھ میرے دل میں ہے اور جو کچھ ان کے دل میں ہے ظاہر ہو جائے۔ یہ دو گروہ مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ اور اہلِ صلیب میں سے ہیں کہ خدا نے فاتحہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور اشارہ کیا ہے کہ آخر زمانہ میں بکثرت ہو جائیں گے اور فساد میں کمال کو پہنچ جائیں گے۔ اُس وقت آسمان کا پروردگار تیسرے گروہ کو قائم کرے گا۔ اس لئے کہ مشابہت پہلی اُمّت سے پوری ہو جائے اور اس لئے بھی کہ دونوں سلسلے ایک دوسرے سے مشابہ ہو جائیں۔ پس وہ وقت یہی وقت ہے اور جو کچھ رحمٰن نے وعدہ کیا تھا وہی ظاہر ہوا اور تم نے مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے والوں کی کثرت کو دیکھا اور اس اُمّت کے یہود اور ان کی سیرت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ یعنی مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِمۡ۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بِنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس مَیں وہی اینٹ ہوں اور جیسا کہ عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے نشان تھا ایسا ہی میں تمہارے لئے اے تبہ کارو ایک نشان ہوں۔ پس اے غافلو! توبہ کی طرف جلدی کرو۔ اور میں مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِمۡ گروہ میں سے فردِ اکمل کیا گیا ہوں اور یہ فخر اور ریا نہیں۔ خدا نے جیسا چاہا کیا۔ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو۔ اور مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقدّر تھا اور میں وہ مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِ ہوں کہ اس کی طرف فاتحہ میں ان دو گروہ کے ظہور کے وقت اشارہ تھا اور بدعتوں اور فتنوں کے پھیل جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرو گے۔ اور میرا انکار منکروں پر حسرت کا سبب اور میرا اقرار ان کے لئے جو حسد کو چھوڑتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں برکتوں کا باعث ہے۔ اور اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو البتہ یہ کارخانہ تباہ ہو جاتا اور ہم پر زمین اور آسمان کی لعنت جمع ہو جاتی اور دشمن اپنے ہر ارادہ میں کامیاب ہو جاتے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ اس سلسلہ کا خدا کی طرف سے وعدہ دیا گیا تھا جو سچے طور سے پورا ہو گیا اور خوشخبری اُن کے لئے ہے جو انتظار کرتے تھے۔ اب ہمارا یہ مقدمہ خدا کی کچہری میں پہنچ گیا ہے۔ اور قریب ہے کہ تمہاری فتح ہو یا تمہیں شکست ہو۔“

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 114 تا 119۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

## یہ انتہائی ظالمانہ اور جاہلانہ اعتراض اور الزام ہے جو جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

## جماعت احمدیہ اپنی ابتدا سے آج تک اعلان کررہی ہے کہ یہ نام نہاد علماء جھوٹ کہتے ہیں اور اس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

آج یہ جلسہ بھی جو دنیا میں دیکھا جارہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہی ثبوت ہے ورنہ ہمارے وسائل اگر دیکھیں تو یہ ناممکن ہے کہ دنیا کے ہر کونے میں اسلام کا حقیقی پیغام ہم پہنچا سکیں۔ پس یہ تبلیغ کے کام خدا تعالیٰ خود کررہا ہے اور یہ بھی تبلیغ کا ہی حصہ ہے کہ ہم ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے، سوشل میڈیا کے ذریعہ سے، ختم نبوت کی حقیقت کو بھی دنیا کو بتائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس فرض کے لئے مقرر کیا ہے اور یہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی تبلیغ دنیا میں کرنی ہے اور یہی حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس زمانے میں اشاعت اسلام کے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں وہ مسیح موعود کے زمانے سے ہی وابستہ تھے۔ پس اب ہم سب کا یہ فرض ہے کہ تبلیغ کریں اور دنیا کو بتائیں کہ ختم نبوت کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ کیا ہے؟

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے عقیدۂ ختم نبوت کی پُرمعارف تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو دوبارہ دنیا میں اس کی اصل حالت میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے بھیجا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اس وعدے کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ غلبہ بھی عطا فرمائے گا اسے دنیاوی حکومتوں کی لگائی ہوئی قدغنیں اور علماء کے مظالم اور بیہودہ گوئیاں کس طرح پھلنے پھولنے سے روک سکتی ہیں۔ ہم ہی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تعلیم کے مطابق اور ان کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے آج دنیا کے 210 ممالک میں خاتم النبیین کے جھنڈے کو لہرا دیا ہے۔

**یہ ہمارا ایمان ہے اور ہم اس ایمان پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں اور وہی مسیح موعود اور خاتم الخلفاء ہیں جن کے آنے کی خبر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور اسے اپنا سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے اسلوب اسی مسیح موعود اور مہدی معہود سے سیکھے ہیں جن کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ نام نہاد علماء ہمیں کافر کہتے اور دائرہ اسلام سے باہر نکالتے ہیں۔ آج مخالفین احمدیت کی ان باتوں کی وجہ سے اور دشمنوں کی دشمنیوں کی وجہ سے ہر احمدی پر پہلے سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ایمانی اور عملی حالت میں ایک ایسی تبدیلی لائے جو خدا تعالیٰ کو ہم سے نزدیک تر کردے۔**

**جلسہ سالانہ قادیان 2017ء میں 44 ممالک کے بیس ہزار اڑتالیس افراد شامل ہوئے۔**

## قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 31 دسمبر 2017ء بروز اتوار امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

مخالفین احمدیت آجکل اور ہمیشہ سے اپنے زُعم میں ایک الزام لگارہے ہیں اور یہ ایک ایسا بڑا الزام ہے جو ان کے خیال میں جماعت احمدیہ مسلمہ کو دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے۔ آجکل میں نے اس لئے کہا کہ ہمیشہ سے یہ الزام ہے لیکن آجکل بہت شدت اور زور سے لگایا جارہا ہے اور وہ ہے نعوذ باللہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ختم نبوت سے انکار۔ اگر وہ اپنے الزام میں سچے ہیں تو یقیناً جو وہ کہتے ہیں صحیح ہے لیکن یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ یہ ایک ایسا الزام ہے جس کا جماعت احمدیہ مسلمہ سے دُور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پس یہ انتہائی ظالمانہ اور جاہلانہ اعتراض اور الزام ہے جو جماعت احمدیہ پر لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور دوسری طرف بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ کے مطابق ختم نبوت کے عقیدے کو نہ مان کر کافر بن جائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی ابتدا سے آج تک اعلان کررہی ہے کہ یہ نام نہاد علماء جھوٹ کہتے ہیں اور اس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن عامّۃ المسلمین کو انہوں نے اس قدر خوفزدہ کردیا ہے کہ عمومی طور پر وہ یہ سوچنے سمجھنے اور سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے کہ احمدی کیا کہتے ہیں؟ لیکن جو اس پر غور کرتے ہیں، ہماری باتیں سنتے ہیں، قرآن اور حدیث کو سمجھتے ہیں، وہ اس بات کے قائل ہو جاتے ہیں کہ حقیقت میں احمدی مسلمان ہی حقیقی مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو مسیح موعود اور مہدی معہود مان کر ہی حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کی شناخت ہو سکتی ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے نام نہاد علماء اپنے ذاتی مفادات کے حاصل کرنے اور اپنی جہالت کو چھپانے کے لئے اب ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ جس طرح بھی ہو ان علاقوں کے مسلمانوں کو احمدیوں کے قریب بھی نہ آنے دیا جائے۔ اسی طرح ان کی کوششیں دوسرے مسلمان ممالک میں بھی ہیں کہ یہاں احمدیت کو بدنام کیا جائے اور یہی اب ان کا حال ہے کہ بہت سارے وفود انہوں نے افریقہ میں بھیجنے شروع کردیئے ہیں۔ وہاں سے بھی یہ خبریں آتی ہیں اور ان کو لالچ دیئے جاتے ہیں کہ تم احمدیت چھوڑ دو ہم تمہیں مسجدیں بنا کر دیں گے۔ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ لیکن وہ مسلمان جن کو اسلام کا کچھ پتا بھی نہیں تھا انہوں نے احمدیت کے ذریعہ سے حقیقی اسلام سیکھا۔ نماز سیکھی۔ قرآن سیکھا۔ وہی ان کو جواب دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نومبایعین بڑے مضبوط ہیں کہ اتنا عرصہ تم لوگوں کو ہوش نہیں آئی۔ آج جب جماعت احمدیہ نے آکر ہمیں قرآن پڑھایا، ہمیں نماز سکھائی، ہمیں مسجد بنا کر دی، ہمارے بچوں کی تربیت کی، ان کو قرآن پڑھایا اور نماز سکھائی اور دین کا علم دیا اب تمہیں خیال آیا ہے۔ پس ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ کبھی بھی ہم تمہاری بات ماننے کو تیار نہیں۔ لیکن بہرحال یہ اپنی کوششیں کررہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ انسانی کوششیں اور منصوبے خدا تعالیٰ کے منصوبوں کے آگے نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اس نے مسیح موعود کے ماننے والوں کو اکثریت میں بدلنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اس لحاظ سے تو ہم احمدیوں کو ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ یہ احمدیت کی ترقی کو کسی طرح بھی نہیں روک سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ ’مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا‘ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342) اور ہر روز ہم یہ نظارہ کرتے ہیں کہ باوجود مخالفین احمدیت کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے، باوجود اسلام کے بنیادی عقیدے کے بارے میں احمدیوں کے بارے میں یہ مشہور کرنے کے کہ یہ اس کو مانتے نہیں سینکڑوں ہزاروں لوگ احمدیت میں روزانہ شامل ہوتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں سے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘ (الحکم جلد 2 نمبر 5,6 مورخہ 27 مارچ و 6 اپریل 1898ء صفحہ 13) اور بعض لوگوں کا ہمیں علم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں رہتے ہیں لیکن وہ کوشش کر کے ہم سے رابطہ

کرتے ہیں کہ کس طرح انہیں احمدیت کا علم ہوا اور اب وہ جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ موجودہ دور کی ترقی نے اس تبلیغ کے خود ہی سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ پھر مخالفین کی اپنی حرکتیں، ان کی اپنی تقریریں، ان کی اپنی غلط باتیں جو سوشل میڈیا کے ذریعہ سے آجکل پھیلا رہے ہیں اور اپنے ماحول میں احمدیوں کے متعلق بیہودہ گوئی کرتے ہیں ان کی یہی باتیں کئی نیک فطرتوں کو ہماری طرف متوجہ کرتی ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جنہیں انسانی منصوبے روک نہیں سکتے۔

آج یہ جلسہ بھی جو دنیا میں دیکھا جا رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہی ثبوت ہے ورنہ ہمارے وسائل اگر دیکھیں تو یہ ناممکن ہے کہ دنیا کے ہر کونے میں اسلام کا حقیقی پیغام ہم پہنچا سکیں۔ پس یہ تبلیغ کے کام خدا تعالیٰ خود کر رہا ہے اور یہ بھی تبلیغ کا ہی حصہ ہے کہ ہم ٹیلی ویژن کے ذریعہ سے، سوشل میڈیا کے ذریعہ سے، ختم نبوت کی حقیقت کو بھی دنیا کو بتائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس فرض کے لئے مقرر کیا ہے اور یہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی تبلیغ دنیا میں کرنی ہے اور یہی حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس زمانے میں اشاعت اسلام کے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں وہ مسیح موعود کے زمانے سے ہی وابستہ تھے۔

پس اب ہم سب کا یہ فرض ہے کہ تبلیغ کریں اور دنیا کو بتائیں کہ ختم نبوت کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ کیا ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور آپ کے بلند مقام و مرتبہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی آج مَیں کچھ بیان کروں گا۔ بہت سے غیر از جماعت مسلمان بھی ایسے ہیں جو ہمارے پروگرام دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں ان کے لئے بھی یہ باتیں رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

آپؑ نے یہ فرمایا کہ میرا تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر کامل ایمان ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ٹھہرا دیا وہاں آپ کی شریعت کو بھی کامل کر دیا اور اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ کا اعلان بھی فرما دیا۔ اکمال دین بھی ہو چکا ہے اور اتمام نعمت بھی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اب اسلام ہی پسندیدہ دین ہے اور اب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرنا بدعات ہیں۔

آپ اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب بتاؤ کہ یہ خود تراشیدہ وظائف ہیں جو تم نے اختیار کر لئے ہیں اور درود ہیں اور چند کافیوں کو جیسے بُلّھے شاہ کی کافیاں ہیں ان کو ہی کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ انہی کو دین سمجھ لیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو بھلا دیا گیا ہے۔ ان کی نمازوں میں لذت نہیں رہی اور نمازوں میں لذت حاصل ہونے کی بجائے اپنے بنائے ہوئے اذکار پر ان کو وجد طاری ہو جاتا ہے اور اپنی پگڑیاں اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ ناچ گانے شروع ہو جاتے ہیں۔ گانے تو نہیں، ناچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ دھمال ڈال رہے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسی حرکتیں ہوتی تھیں؟ اور یہ باتیں جو آپ نے فرمائی ہیں یہ کوئی صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی باتیں نہیں ہیں بلکہ آجکل بھی اسی طرح کی مجلسیں مسلمانوں میں ہوتی ہیں۔ بھنگڑا ڈال رہے ہوتے ہیں۔ آجکل سوشل میڈیا پر ان کی یہ حرکتیں عام دیکھی جا سکتی ہیں۔ ان لوگوں نے عجیب عجیب حلیے بنائے ہوتے ہیں۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر تو یہ الزام لگاتے ہو کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ختم نبوت کی مہر کو توڑ دیا گویا کہ میں کوئی مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا دعویٰ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر آپ کی شریعت پر عمل کرنا اور کروانا ہے مگر تم اپنے آپ کو نہیں دیکھتے کہ جھوٹی نبوت تو تم لوگوں نے خود بنائی ہوئی ہے جبکہ خلافِ رسول اور خلاف قرآن تو تم یہ نئے نئے اوراد اور ذکر نکال رہے ہو۔ اگر انصاف ہے تو بتاؤ کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عمل پر کچھ اضافہ کر رہے ہیں یا کم کر رہے ہیں یا تم لوگ؟ آپ فرماتے ہیں کیا اَرّہ کا ذکر میں نے بتایا ہے یا تمہاری اختراع ہے؟ اور اسی طرح صرف اللہ ہُو کی محفلیں ہیں اور نمازیں اور دعاؤں کی طرف کچھ توجہ نہیں ہے۔ اَور پتا نہیں کیا کیا کچھ اور رسمیں نکالی ہوئی ہیں۔ کیا بدعات پیدا کی ہوئی ہیں۔ پیروں فقیروں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ دین اسلام میں یہ سب بدعات ان لوگوں نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے داخل کی ہوئی ہیں۔ پس آپ فرماتے ہیں کہ یہ الزام مجھے نہ دو اپنی حالتوں کو دیکھو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 88 تا 90۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا (یعنی جو نئی نئی بدعات پیدا کر لی ہیں اپنے دین میں) اور اپنے قول اور فعل سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین نہیں مانتا کچھ نہیں‘‘۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’سعدی نے کیا اچھا کہا ہے کہ

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

(یعنی زہد اور تقویٰ اور صدق و صفا کے لئے ضرور کوشش کر مگر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق سے تجاوز نہ کر۔) آپ نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور نبوت کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارا مدّعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو ابدالآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوّتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو اِن لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ قائم کی ہیں۔ ان ساری گدّیوں کو دیکھ لو‘‘ (یعنی پیروں فقیروں کی گدیاں جو ہیں) ’’اور عملی طور پر مشاہدہ کر لو کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لائے ہیں یا وہ؟‘‘

پھر ایک جگہ اس مضمون کو جاری رکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشاء قرار دیا جائے کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہی کرو جو تم خود پسند کرو اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو‘‘۔ غیر احمدیوں نے عجیب عجیب قسم کی بدعتیں بنائی ہوئی ہیں۔ ’’بغدادی نماز، معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہیں۔ کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی اس کا کہیں پتا لگتا ہے؟ اور ایسا ہی یَا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیۡـًٔا لِلّٰہ کہنا اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبدالقادر جیلانی کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’شرم کرو! کیا شریعتِ اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’اب خود ہی فیصلہ کرو کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے جو اِن جھوٹی نبوّتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لئے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’گدی نشینوں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔‘‘

پھر آپ اپنی بعثت کے مقصد اور جماعت کے قیام کے مقصد کو بیان فرماتے ہوئے اور ختم نبوت کی حقیقت کیا ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسی لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور عزّت کو دوبارہ قائم کریں۔ ایک شخص جو کسی کا عاشق کہلاتا ہے اگر اس جیسے ہزاروں اَور بھی ہوں تو اس کے عشق و محبت کی خصوصیت کیا رہی۔ تو پھر اگر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں فنا ہیں جیسا کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ ہزاروں خانقاہوں اور مزاروں کی پرستش کرتے ہیں‘‘۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہیں دوسری طرف خانقاہوں اور مزاروں پر صرف دعا کے لئے نہیں جاتے بلکہ پرستش کرتے ہیں، پوجا کرتے ہیں، سجدے کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مدینہ طیبہ تو جاتے ہیں‘‘۔ ٹھیک ہے جاتے ہیں۔ حج اور عمرہ کے لئے بھی جاتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں ’’مگر اجمیر اور دوسری خانقاہوں پر ننگے سر اور ننگے پاؤں جاتے ہیں‘‘۔ ان کو بھی وہی مقام دیا ہوا ہے۔ ’’پاکپتن کی کھڑکی میں سے گزر جانا ہی نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں‘‘۔ یہ بھی انہوں نے بدعات پیدا کی ہوئی ہیں کہ وہاں بزرگ کی کھڑکی میں سے گزر جاؤ، دروازے میں سے گزر جاؤ تو نجات مل جائے گی۔ فرمایا کہ ’’کسی نے کوئی جھنڈا کھڑا کر رکھا ہے کسی نے کوئی اَور صورت اختیار کر رکھی ہے۔ ان لوگوں کے عُرسوں اور میلوں کو دیکھ کر ایک سچے مسلمان کا دل کانپ جاتا ہے کہ یہ انہوں نے کیا بنا رکھا ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر خدا تعالیٰ کو اسلام کی غیرت نہ ہوتی اور اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (آل عمران:20)۔ خدا کا کلام نہ ہوتا اور اس نے نہ فرمایا ہوتا (کہ) اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) تو بیشک آج وہ حالت اسلام کی ہو گئی تھی کہ اس کے مٹنے میں کوئی بھی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جوش مارا اور اس کی رحمت اور وعدۂ حفاظت نے تقاضا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کو پھر نازل کرے اور اس زمانہ میں آپ کی نبوت کو نئے سر سے زندہ کر کے دکھا دے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور مجھے مامور اور مہدی بنا کر بھیجا۔‘‘

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دین کو دوبارہ دنیا میں اس کی اصل حالت میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے بھیجا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اس وعدے کے ساتھ بھیجا ہے کہ وہ غلبہ بھی عطا فرمائے گا اسے دنیاوی حکومتوں کی لگائی ہوئی قدغنیں اور علماء کے مظالم اور بیہودہ گوئیاں کس طرح پھلنے پھولنے سے روک سکتی ہیں۔

ہم ہی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تعلیم کے مطابق اور ان کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے آج دنیا کے 210 ممالک میں خاتم النبیین کے جھنڈے کو لہرا دیا ہے۔

اور اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ سلسلہ کا قیام کس غرض سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آج دو قسم کے شرک پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کو نابود کرنے کے لئے بے حد سعی کی اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام و نشان مٹ جاتا۔ مگر چونکہ اس نے وعدہ کیا ہوا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یہ وعدۂ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارت گری کا موقع ہو تو وہ خبر لے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’چوکیدار کا کام ہے کہ وہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں اور دوسرے جرائم والوں کو دیکھ کر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں۔ اسی طرح پر آج چونکہ فِتَن جمع ہو گئے تھے‘‘ بہت سارے فتنے اکٹھے ہو گئے تھے ’’اور اسلام کے قلعہ پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندھ کر حملہ کرنے کو تیار ہو گئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ منہاجِ نبوت قائم کرے۔ یہ مواد اسلام کی مخالفت کے دراصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے۔ جیسے ابتدا میں نطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہ بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہ کا خروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوت میں ہے۔‘‘ یہی ہم آجکل دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ دنیادار لوگ بھی اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کے مقاصد جغرافیائی طاقت حاصل کرنا ہے، سیاسی طاقت حاصل کرنا ہے، لیکن اسلام کو بدنام کر کے وہ طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی ممالک کی دولت کو حاصل کرنے کے لئے بھی یعنی کہ گویا مذہبی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ہر طرح سے آجکل اسلام کو، مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پورے جوش اور قوت سے آجکل یہ مخالفت ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا ’’اس لئے اس کو تباہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا دُور کرنے کے لئے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے‘‘۔ اندرونی طور پر بھی مسلمانوں میں قبروں کی پوجا کر کے ایک شرک پیدا ہو چکا ہے بیرونی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کو ماننے سے لوگ انکاری ہو چکے ہیں اور شرک ویسے بھی بڑھ رہا ہے دنیاداری کے شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس ہر طرح کے شرک کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ قائم کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور مَیں بڑے دعوے اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بیشک یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے اِس کو قائم کیا ہے جیسا کہ اُس نے اپنی تائیدوں اور نصرتوں سے جو اِس سلسلہ کے لئے اُس نے ظاہر کی ہیں دکھا دیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 تا 93۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے اس بات کی مزید وضاحت فرمائی اور یہ فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شریعت لانے والے اور ایک جو صاحب شریعت کے کام کو جاری رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ’’خدا (تعالیٰ) کی طرف سے مامور ہو کر آنے والے لوگوں کے دو طبقے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاحبِ شریعت ہوتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ایک وہ جو اِحیائے شریعت کے لئے آتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اسی طرح پر ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لے کر آئے جو نبوّت کے خاتَم تھے اس لئے زمانہ کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختم نبوّت کر دیا تھا۔ پس حضور علیہ السلام کے بعد ہم کسی دوسری شریعت کے آنے کے قائل ہرگز نہیں۔ ہاں جیسے ہمارے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ تھے اسی طرح آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلہ کا خاتَم جو خاتَم الخلفاء یعنی مسیح موعود ہے ضروری تھا کہ مسیح علیہ السلام کی طرح آتا۔ پس مَیں وہی خاتم الخلفاء اور مسیح موعود ہوں۔ جیسے مسیح کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ شریعتِ مُوسوی کے احیاء کے لئے آئے تھے۔ مَیں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قرآن شریف کے بعد اب کوئی اَور شریعت آ سکتی ہے کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے شریعتِ محمدی کے احیاء کے لئے اس صدی میں خاتم الخلفاء کے نام سے مبعوث فرمایا ہے۔ میرے الہامات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہوتے ہیں اور جو ہمیشہ لاکھوں انسانوں میں شائع کئے جاتے ہیں اور چھاپے جاتے ہیں اور ضائع نہیں کئے جاتے وہ ضائع نہ ہوں گے اور وہ قائم رہیں گے‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 272۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ نے پرزور الفاظ میں یہ بھی فرمایا کہ مَیں نے جو کچھ پایا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب اور تمام صفاتِ جمیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کروں۔ میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت دنیا میں قائم ہو۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف راجع ہیں‘‘۔ یعنی اسی طرف منسوب ہو رہی ہیں۔ آپؐ کی ہی مرہونِ منت ہیں۔ آپؐ کے فیض سے ہی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ’’اس لئے کہ مَیں آپؐ کا ہی غلام ہوں اور آپؐ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والا ہوں اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی سبب سے میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ مَیں مستقل طور پر بِلا استفاضۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مامور ہوں اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ مردود اور مخذول ہے۔ خدا تعالیٰ کی ابدی مہر لگ چکی ہے اس بات پر کہ کوئی شخص وُصول الی اللہ کے دروازہ سے آ نہیں سکتا بجز اِتّباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 287۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ملنے کے لئے ایک ہی دروازہ ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

پس یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی شریعت نہیں لے کر آئے اور نہ اب کوئی نئی شریعت آ سکتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ و ارفع مقام کا ہی یہ تقاضا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے اور آپ کی غلامی میں آنے کی وجہ سے آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کو نبی کے مقام سے نوازا۔ کسی اور نبی کو یہ مقام حاصل نہیں ہوا کہ اسے شرعی نبی کی غلامی کی وجہ سے، کسی نبی کی غلامی کی وجہ سے مامور ہونے کا درجہ ملا ہو۔ پس یہ ہمارا ایمان ہے اور ہم اس ایمان پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں اور وہی مسیح موعود اور خاتم الخلفاء ہیں جن کے آنے کی خبر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور اسے اپنا سلام پہنچانے کا ارشاد فرمایا تھا۔

(المعجم الاوسط جلد 3 صفحہ 383 تا 384 حدیث 4898 باب العین من اسمہ عیسیٰ مطبوعہ دارالفکر عمان اردن 1999ء)

جو احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اس سے اوپر سمجھتا ہے وہ یقیناً مسلمان نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا دوسرے مسلمان علماء اور حکومتیں اس بات کو لے کر کہ ہم ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے بیشک ہم پر ہر قسم کے فتوے لگائیں اور احمدیوں کو تکلیفیں پہنچانے اور قتل کرنے کے لئے عامّۃ المسلمین کو ابھاریں لیکن ہمارے ایمان کو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی متزلزل نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نے وہ پایا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چاہتے تھے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے اسلوب اسی مسیح موعود اور مہدی معہود سے سیکھے ہیں جن کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ نام نہاد علماء ہمیں کافر کہتے اور دائرہ اسلام سے باہر نکالتے ہیں۔

آج مخالفین احمدیت کی ان باتوں کی وجہ سے اور دشمنوں کی دشمنیوں کی وجہ سے ہر احمدی پر پہلے سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ایمانی اور عملی حالت میں ایک ایسی تبدیلی لائے جو خدا تعالیٰ کو ہم سے نزدیک تر کر دے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ زمینی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں اگر عرش کے خدا سے ہمارا پختہ تعلق ہے۔ (ماخوذ از کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15) پس ہمیں عرش کے خدا سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یقیناً وہ دن آنے والے ہیں جب تمام مخالفتیں ہوا ہو جائیں گی۔ جب مخالفین اوندھے منہ گرائے جائیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے خدا تعالیٰ کے تمام وعدے پورے ہوں گے۔ لیکن اس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری ایمانی اور عملی حالتوں کے کیا معیار دیکھنا چاہتے ہیں اس بارے میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اے میرے دوستو جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں اُن باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے۔ اسی سنّت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے۔ اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دے گا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خَلقت کی اور دوسری خدا کی بھی‘‘۔

آپ نے فرمایا: ’’یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے‘‘۔ پس تقویٰ پیدا کرنا ضروری ہے اور تقویٰ میں بڑھنا ہم پہ ضروری ہے۔ اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر نیکی میں ہم آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

آپ فرماتے ہیں ’’سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا مُتّقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اوّل اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ‘‘۔ دلوں میں نرمی پیدا کرو ’’کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی مَلِکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا مَلِکہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قُویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں‘‘۔ یعنی عملی طور پر بھی اس کا اظہار ہونا چاہئے ’’تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی‘‘۔ آپ نے فرمایا ’’خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانچ سو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عُضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے‘‘۔ پس عقل کے مطابق بھی، فطرت کے مطابق بھی اور جو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے اس کے مطابق بھی، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی ایک دعوت اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور اس کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے جہاں علم حاصل کرنا ہے، جہاں ایمان کی ترقی کرنی ہے وہاں عملی طور پر بھی اس کا اظہار کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ’’سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوأ اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو‘‘۔ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی شرطیں اپنی عبادت میں نہ لگاؤ کہ اس طرح یہ عبادت نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تم دنیاوی شرطیں لگاؤ گے تو ’’ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اُس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 546 تا 548)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر روز ہمارا ہر قدم نیکیوں میں بڑھنے والا قدم ہو۔ پاکستان کے احمدیوں کو بھی خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دعاؤں اور اپنی حالتوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے ان کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہاں سب سے زیادہ سختیاں احمدیوں پر روا رکھی جا رہی ہیں اور ہر روز ایک نیا قانون ان کے لئے پاس کیا جا رہا ہے، بنایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ دشمن کا ہر منصوبہ ناکام و نامراد ہو۔

جلسے کے بعد تمام شاملین جو اس وقت قادیان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے اپنے اپنے گھروں میں لے کر جائے اور جلسے کے دنوں کی برکات کو ہمیشہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں۔

اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ لیکن دعا سے پہلے مَیں وہاں کی حاضری کی رپورٹ بھی دے دوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت قادیان کے جلسہ میں بھی چوالیس (44) ممالک کی نمائندگی ہے اور بیس ہزار اڑتالیس کی حاضری ہے۔ جو گزشتہ سال سے تقریباً چھ ہزار زیادہ ہے۔ اور یہاں کی جو حاضری ہے وہ بھی پانچ ہزار تین سو ہے۔ اللہ تعالیٰ سب شاملین کا حافظ و ناصر ہو۔

اب دعا کرلیں۔

# خطبہ جمعہ

## سورۃ المومن کی ابتدائی چار آیات اور آیت الکرسی کی صبح وشام تلاوت کرنے والے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کا تذکرہ کہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

**قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں ان آیات کی پُر معارف تفسیر اور اس کی روشنی میں افرادِ جماعت کو نہایت اہم تاکیدی نصائح۔**

جب ان آیات کے پڑھنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صرف پڑھنے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ عملی حالت بھی بہتر کرنی ہوگی۔

**ان آیات میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مضامین کا پُر لطف بیان اور ان صفاتِ الٰہیّہ کے فیض کو حاصل کرنے کے طریق کی طرف رہنمائی۔**
**توبہ واستغفار اور شفاعت کے مضمون کی حقیقت کا بصیرت افروز تذکرہ**

ان آیات کا صرف پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی بھی ضرورت ہے اور وہ فہم وادراک حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے جو ان آیتوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم نے کئی جگہ اس کی وضاحت کی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا۔ اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کی حفاظت میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ہمیں اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرمہ عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر عبدالقادر ڈاہری صاحب آف نوابشاہ کی وفات۔ مرحومہ کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02 رفروری 2018ء بمطابق 02 تبلیغ 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

حٰمٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۔ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۔ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ (المؤمن 1-4)

اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۔ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۔ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرۃ:256)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حمید ہے مجید ہے۔ صاحبِ حمد صاحبِ مجد۔ اس کتاب کا اتارا جانا اللہ کامل غلبہ والے اور کامل علم والے کی طرف سے ہے جو گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا پکڑ میں سخت اور بہت عطا اور وسعت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔

دوسری آیت آیۃ الکرسی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ، اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اُس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اِذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر مُمتد ہے۔ ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

یہ آیات سورۃ المؤمن کی پہلی چار آیات ہیں۔ یہ بسم اللہ سمیت چار آیات ہیں اور ایک آیت جیسا کہ میں نے کہا آیۃ الکرسی ہے جو سورۃ البقرۃ کی آیت ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی شان اور عظمت بیان کی گئی ہے۔ ان آیات کی اہمیت کے بارے میں احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت حٰمٓ۔ المؤمن سے لے کر اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ تک پڑھا اور آیۃ الکرسی بھی پڑھی تو ان دونوں کے ذریعہ سے اس کے شام کرنے تک کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے یہ دونوں شام کے وقت پڑھیں تو ان کے ذریعہ اس کے صبح کرنے تک حفاظت کی جائے گی۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ما جاء فی سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی حدیث 2879)

حٰمٓ جو ہے سورۃ المؤمن کی دوسری آیت ہے۔ پہلی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ رحمن اور رحیم کی ترجمہ سے وضاحت ہو گئی۔ پھر حٰمٓ ہے جو حروف مقطعات ہیں۔ یہ جو فرمایا حٰمٓ۔ یہ حمید اور مجید کے الفاظ ہیں۔ حمید کا مطلب ہے وہ جو تعریف کے قابل اور حقیقی تعریف اسی کو زیبا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ ہی ہے جو صاحبِ حمد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حمد کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"واضح ہو کہ حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی مستحقِ تعریف کے اچھے فعل پر کی جائے۔ نیز ایسے انعام کنندہ کی مدح کا نام ہے جس نے اپنے ارادہ سے انعام کیا ہو اور اپنی مشیّت کے مطابق احسان کیا ہو۔" اور فرمایا "اور حقیقتِ حمد کماحقّہٗ صرف اسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور علی وجہ البصیرت کسی پر احسان کرے نہ کہ غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری سے"۔ حمد اسی کی کی جاتی ہے، حقیقی حمد کا وہی حقدار ہے جو احسان کسی وجہ سے نہیں، مجبوری سے نہیں کرتا بلکہ بے شمار احسانات کرتا چلا جاتا ہے اور فرمایا کہ "حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر وبصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں اور وہی محسن ہے اور اوّل و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ اور ہر حمد جو اس کے غیروں کے متعلق کی جائے اس کا مرجع بھی وہی ہے"۔ (ماخوذ از اعجاز المسیح مترجم صفحہ 97 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی اگر کسی غیر کے متعلق حمد کی جاتی ہے تو وہ جو دوسروں کو تعریف کے قابل بنایا ہے یا اس قابل بنایا کہ انہوں نے کوئی ایسا کام کیا جس کی تعریف کی جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں توفیق دی کہ وہ ایسا کام کریں جس سے ان کی تعریف ہو۔

حمد کے لفظ کی وضاحت فرماتے ہوئے مزید آپ نے فرمایا کہ:

’’حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی صاحب اقتدار شریف ہستی کے اچھے کاموں پر اس کی تعظیم و تکریم کے ارادے سے زبان سے کی جائے اور کامل ترین حمد ربِّ جلیل سے مخصوص ہے اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارا وہ رب ہے جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشنے والا ہے۔ اور وہ محمودوں کا محمود ہے‘‘۔

(کرامات الصادقین مترجم صفحہ 133 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

یعنی وہ ہستیاں جو خود قابل حمد ہیں (قابل تعریف ہیں) وہ سب اس کی حمد میں لگی ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے اسی لفظ حمد کی وضاحت کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ:

’’لفظ حمد میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے (میرے) بندو! میری صفات سے مجھے شناخت کرو اور میرے کمالات سے مجھے پہچانو۔ میں ناقص ہستیوں کی مانند نہیں بلکہ میری حمد (کا مقام) انتہائی مبالغہ سے حمد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اور تم آسمانوں اور زمینوں میں کوئی قابل تعریف صفات نہیں پاؤ گے جو تمہیں میری ذات میں نہ مل سکیں۔ اور اگر تم میری قابلِ حمد صفات کو شمار کرنا چاہو تو تم ہرگز انہیں نہیں گن سکو گے۔ اگرچہ تم کتنا ہی جان توڑ کر سوچو اور اپنے کام میں مستغرق ہونے والوں کی طرح ان صفات کے بارے میں کتنی ہی تکلیف اٹھاؤ۔ خوب سوچو! کیا تمہیں کوئی ایسی حمد نظر آتی ہے جو میری ذات میں نہ پائی جاتی ہو؟ کیا تمہیں ایسے کمال کا سراغ ملتا ہے جو مجھ سے اور میری بارگاہ سے بعید ہو؟ اور اگر تم ایسا گمان کرتے ہو تو تم نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور تم اندھوں میں سے ہو‘‘۔ (پس ہر حمد اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔) فرمایا ’’بلکہ یقیناً مَیں (اللہ تعالیٰ) اپنی ستودہ صفات اور اپنے کمالات سے پہچانا جاتا ہوں اور میری موسلا دھار بارش کا پتہ میری برکات کے بادلوں سے ہوتا ہے۔ پس جن لوگوں نے مجھے تمام صفاتِ کاملہ اور تمام کمالات کا جامع یقین کیا اور انہوں نے جہاں جو کمال بھی دیکھا اور اپنے خیال کی انتہائی پرواز تک انہیں جو جلال بھی نظر آیا انہوں نے اسے میری طرف ہی نسبت دی اور ہر عظمت جو اُن کی عقلوں اور نظروں میں نمایاں ہوئی اور ہر قدرت جو اُن کے افکار کے آئینہ میں انہیں دکھائی دی انہوں نے اسے میری طرف ہی منسوب کیا۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں جو میری معرفت کی راہوں پر گامزن ہیں۔ حق ان کے ساتھ ہے اور وہ کامیاب ہونے والے ہیں۔‘‘

فرمایا کہ ’’پس اللہ تعالیٰ تمہیں عافیت سے رکھے۔ اٹھو! خدائے ذوالجلال کی صفات کی تلاش میں لگ جاؤ اور دانشمندوں اور غور وفکر کرنے والوں کی طرح ان میں سوچ و بچار اور اِمعانِ نظر سے کام لو۔‘‘ (یعنی گہری نظر سے کام لو۔ کیونکہ حمد کی صفت کا ادراک ہونے سے ہی باقی صفات کا بھی ادراک ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے۔) فرمایا کہ ’’اچھی طرح دیکھ بھال کرو اور کمال کے ہر پہلو پر گہری نظر ڈالو اور اس عالم کے ظاہر میں اور اس کے باطن میں اسے اس طرح تلاش کرو جیسے ایک حریص انسان بڑی رغبت سے اپنی خواہشات کی تلاش میں لگا رہتا ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاننے کے لئے، اس کی صفات کو جاننے کے لئے، اس کی حمد کرنے کے لئے، راستے تلاش کرنے کے لئے بڑی کوشش کرو۔ ایک حریص انسان کی طرح کوشش کرو۔) فرمایا کہ ’’پس جب تم اس کے کمالِ تام کو پہنچ جاؤ اور اس کی خوشبو پالو تو گویا تم نے اسی کو پالیا اور یہ ایسا راز ہے جو صرف ہدایت کے طالبوں پر ہی کھلتا ہے۔ پس یہ تمہارا ربّ اور تمہارا آقا ہے جو خود کامل ہے اور تمام صفات کاملہ اور محامد کا جامع ہے‘‘۔

(ماخوذ از کرامات الصادقین مترجم صفحہ 135 تا 137 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

ساری حمد، ساری تعریفیں یا تعریف کے قابل چیزیں اسی میں جمع ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے صاحبِ حمد ہونے کا یہ ادراک ہے جو ہمیں حاصل ہونا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کو بھی ہم پہچان سکیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجید ہے۔ صاحبِ مجد ہے۔ بزرگی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بزرگی وہ بزرگی نہیں ہے جو ہم انسانوں کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ بڑا بزرگ ہے یا بڑی عمر کے لوگوں کو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بزرگ ہو گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بہت ہی قابل تعریف اور بلند شان والا ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ جس کے فیض کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جو دیتا ہے اور دیتا چلا جاتا ہے، کبھی نہیں تھکتا۔ پس آیت پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے صاحبِ مجد ہونے کے یہ معنی سامنے ہونے چاہئیں۔ پہلے حمد کے معنی پھر اس کے مجید ہونے کے معنی۔

پھر فرمایا کہ وہ عزیز ہے۔ یعنی وہ طاقتوں کا مالک ہے۔ سب طاقتوروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ ناقابل شکست ہے۔ اسے شکست دینا ناممکن ہے۔ سب عزّتیں اسی کی ہیں۔ اس کی قدر و قیمت کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہے عزیز کے معنی۔

پھر فرمایا وہ علیم ہے۔ یعنی وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ اس چیز کا بھی جو ہو چکی ہے اور اس بات کا بھی جو آئندہ ہونے والی ہے۔ جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا علم مکمل طور پر ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس نے یہ کتاب اتاری ہے یعنی قرآن کریم اور جس نے یہ آخری شریعت اتاری ہے۔ اس نے ہر زمانے کی ضروریات کا علم اس میں مہیا کر دیا اور اب ہر قسم کی حفاظت اور غلبہ اس پر حقیقی رنگ میں عمل کرنے سے ہوگا اور ہوسکتا ہے۔

پھر فرمایا وہ غَافِرُ الذَّنۡب ہے۔ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پس اس کے آگے جھکتے ہوئے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بہت جگہ وضاحت فرمائی ہے کہ اپنے گناہوں کی ہمیشہ بخشش مانگتے رہنا چاہئے۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی ہے۔ یعنی کوئی بھی دینی روحانی روشنی عطا ہوتی ہے تو وہ عارضی ہوتی ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ’’انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ چھن جاوے‘‘۔ فرمایا کہ ’’استغفار کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے اور زیادہ اور ملے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس کی تحصیل کے لئے‘‘ (اسے حاصل کرنے کے لئے) ’’پنجگانہ نماز بھی ہے‘‘۔ مغفرت کو حاصل کرنے کے لئے، اس نور کو حاصل کرنے کے لئے نماز بھی اسی کا حصہ ہے۔ کیونکہ نماز میں بھی انسان گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ معافی مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش مانگتا ہے۔ فرمایا ’’تا کہ ہر روز دل کھول کھول کر خدا تعالیٰ سے مانگ لیوے۔ جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے اور وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پا سکتا ہے۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 125-124۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی روحانی اور جسمانی ہر قسم کے امراض کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور دعاؤں میں استغفار کی ضرورت ہے اور نماز بھی اسی کا حصہ ہے۔ پس جب ان آیات کے پڑھنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صرف پڑھنے سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ عملی حالت بھی بہتر کرنی ہوگی۔ اپنی طرف توجہ رکھنی ہوگی کہ کس طرح ہم نے استغفار کرنی ہے۔ کس طرح ہم نے اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ پھر ہماری بھی حفاظت ہو۔ آپ نے استغفار کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ:

’’اِستغفار کے یہی معنی ہیں کہ ظاہر میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو اور گناہوں کے کرنے والی قوّت ظہور میں نہ آوے۔‘‘ یعنی وہ گناہ جس چیز سے سرزد ہوسکتے ہیں وہ موقع ہی پیدا نہ ہو اور وہ طاقت ہی پیدا نہ ہو۔ فرمایا کہ ’’انبیاء کے استغفار کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ ہوتے تو معصوم ہیں مگر وہ استغفار اس واسطے کرتے ہیں کہ تا آئندہ وہ قوت ظہور میں نہ آوے۔ اور عوام کے واسطے استغفار کے دوسرے معنی بھی لئے جاویں گے‘‘ (عام آدمی کے لئے استغفار کے معنی یہ بھی ہیں) ’’کہ جو جرائم اور گناہ ہو گئے ہیں ان کے بدنتائج سے خدا بچائے رکھے اور ان گناہوں کو معاف کر دے اور ساتھ ہی آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے‘‘۔ فرمایا ’’بہرحال یہ انسان کے لئے لازمی امر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں۔‘‘ (پس جب انسان مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے یا احمدیوں پر مشکلات ہیں تو دعاؤں کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور استغفار کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔) فرمایا ’’مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو اَسۡتَغۡفِرُ الله ، اَسۡتَغۡفِرُ الله کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی مگر جو استغفار کا مطلب اور معنی پوچھو تو بس کچھ نہیں۔ ہکّا بکّا رہ جاویں گے۔ انسان کو چاہئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے۔ اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے‘‘۔ فرمایا کہ ’’خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسۡتَغۡفِرُ الله ، اَسۡتَغۡفِرُ الله کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو‘‘۔ (اگر دل میں بھی استغفار سے وہ نرمی اور رقّت اور جوش پیدا نہیں ہوتا اور خوف اور اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا نہیں ہوتی تو اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ دل میں جوش پیدا ہونا چاہئے) فرمایا کہ ’’یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں۔‘‘ (فضول ہیں۔) ’’ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے

اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم سے وہ بلا ٹل جاتی ہے‘‘۔ (یہ نہیں کہ مصیبت آ گئی، مشکل آ گئی، تکلیف آ گئی، تب دعائیں مانگو۔ اس سے پہلے ہی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔ تو فرمایا خداوند رحیم و کریم ان بلاؤں کو پھر ٹال دیتا ہے۔) ’’لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت استغفار کرنا چاہئے۔ اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ کوئی امتیازی بات بھی دکھائے‘‘۔ (فرق ہونا چاہئے کوئی) ’’اگر کوئی شخص بیعت کر کے جاتا ہے اور کوئی امتیازی بات نہیں دکھاتا۔ اپنی بیوی کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہے جیسا پہلے تھا اور اپنے عیال و اطفال سے پہلے کی طرح پیش آتا ہے تو یہ اچھی بات نہیں۔ اگر بیعت کے بعد بھی وہی بد خُلقی اور بدسلوکی رہی اور وہی حال رہا جو پہلے تھا تو پھر بیعت کرنے کا کیا فائدہ؟ چاہئے کہ بیعت کے بعد غیروں کو بھی اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو بھی ایسا نمونہ بن کر دکھاوے کہ وہ بول اُٹھیں کہ اب یہ وہ نہیں رہا جو پہلے تھا‘‘۔ فرمایا ’’خوب یاد رکھو کہ صاف ہو کر عمل کرو گے تو دوسروں پر تمہارا ضرور رُعب پڑے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا رُعب تھا۔ ایک دفعہ کافروں کو شک پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کریں گے تو وہ سب کافر مل کر آئے اور عرض کی کہ حضور بددعا نہ کریں۔ سچے آدمی کا ضرور رُعب ہوتا ہے۔ چاہئے کہ بالکل صاف ہو کر عمل کیا جاوے اور خدا کے لئے کیا جاوے۔ تب ضرور تمہارا دوسروں پر بھی اثر اور رعب پڑے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 372 تا 374۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس استغفار کرنے اور اس کی روح کو سمجھنے کا ادراک پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ذکر اذکار، دعائیں اس وقت کام آتی ہیں جب ساتھ ساتھ عملی حالت بھی بہتر کرنے کی کوشش ہو۔ لوگ کہتے ہیں کوئی چھوٹی سی دعا بتا دیں ہم پڑھتے رہیں۔ چھوٹی سی دعائیں بھی تب فائدہ دیتی ہیں جب فرائض بھی ادا ہو رہے ہوں۔ نمازیں پڑھیں۔ نمازیں بھی وقت پر ادا ہو رہی ہوں اور پابندی سے ادا ہو رہی ہوں اور شوق سے ادا ہو رہی ہوں تو تبھی ذکر بھی کام آئیں گے۔

پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت بیان فرمائی کہ وہ قَابِلِ التَّوْبِ ہے۔ کہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ توبہ کے معنی ہیں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا۔ پس جب انسان اس عہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کہ مَیں آئندہ سے گناہ نہیں کروں گا اور ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس جذبے اور ارادے سے اپنی طرف آنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ فرمایا:

’’وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بداعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دُور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَ یُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرۃ:223) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے‘‘۔ (حقیقی توبہ وہی ہے جس کے ساتھ حقیقی پاکیزگی بھی ہو۔ ارادہ انسان پکا کرے کہ مَیں نے آئندہ سے گناہ نہیں کرنا۔ پس جب یہ ہوگا، پاکیزگی اور طہارت ہوگی تو تبھی توبہ بھی قبول ہوگی۔) فرمایا کہ ’’ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری شرط ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہدِ صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا اور اس طرح پر وہ وہ چیز پالیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی‘‘۔

فرمایا کہ ’’تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے اور اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پالے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہو گی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ احادیث اور کتب سابقہ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اس کے قریب ہو۔ عذاب الٰہی اس کے کھا جانے کو تیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو بُعد اور ہجر کا موجب تھیں توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی طرف آجاوے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو۔ بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے پھر بھی وہ توبہ کر کے امن میں داخل ہو۔ پس یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایام سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ دن (جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا (یعنی بیعت کا دن) کہ مَیں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا) یوم توبہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے اور وہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ کے نیچے آ گیا ہے۔ گویا کہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ مگر ہاں مَیں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے۔ اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آجاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جاویں بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے‘‘۔

فرمایا: ’’دیکھو۔ انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اس کا کینہ پُشتوں تک چلا جاتا ہے۔ وہ شخص نسلاً بعد نسلٍ تلاش حریف میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو بدلہ لیا جاوے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم و کریم ہے۔ انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا اور تباہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر وہ رحیم کریم خدا ستّر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ نہیں۔ وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رساں اور نفع بخش ہے اور اس کو وہ لوگ خوب محسوس کرتے ہیں جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد7 صفحہ 148 تا 150۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ حقیقی توبہ ہے جو پھر حفاظت کے انتظام کرتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ وہ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ بھی ہے۔ یعنی انسان جب اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔

اور پھر فرمایا وہ ذِی الطَّوۡلِ ہے وہ بہت دینے والا ہے۔ وہ فائدہ پہنچانے کی انتہا کر دیتا ہے۔ اس کی جو عطا ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے پاس طاقت ہے۔ وہ سب کچھ عطا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے خزانے لامحدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ان صفات کو یاد رکھو تو ہمیشہ تم فیض پاتے رہو گے جس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے جو اتنی طاقت رکھتا ہو۔ اور ہم نے اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اُسی کی طرف جانا ہے۔ پس جب یہ احساس رہے گا کہ آخر کار لوٹنا خدا تعالیٰ کی طرف ہے تو پھر نیکیاں کرنے اور اس کے حکموں پر چلنے کی طرف توجہ رہے گی اور جب یہ حالت ہو پھر خدا تعالیٰ یقیناً حفاظت فرماتا ہے۔

پھر دوسری آیت ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس طرح بھی توجہ دلائی ہے جو آیۃ الکرسی کے بارے میں ہے۔ حدیث میں ذکر ملتا ہے یہ حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کریم کا کوہان سورۃ بقرہ ہے۔ اور اس میں ایک ایسی آیت ہے جو قرآن کریم کی سب آیتوں کی سردار ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔ (سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی حدیث 2878)

اس کی وضاحت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ یعنی وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہر ایک جان کی جان اور ہر ایک وجود کا سہارا ہے۔ اس آیت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ زندہ وہی خدا ہے اور قائم بالذّات وہی خدا ہے۔ پس جبکہ وہی ایک زندہ ہے اور وہی ایک قائم بالذّات ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص جو اس کے سوا زندہ نظر آتا ہے وہ اسی کی زندگی سے زندہ ہے اور ہر ایک جو زمین یا آسمان میں قائم ہے وہ اسی کی ذات سے قائم ہے‘‘۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 120)

پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ اَلۡحَیُّ اور اَلۡقَیُّوۡمُ۔ اَلۡحَیُّ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلۡقَیُّوۡمُ۔ خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری، باطنی قیام اور زندگی انہی دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے‘‘۔ (یہ غور طلب ہے۔) ’’حیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہے اور اَلۡقَیُّوۡمُ چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے''۔ (زندہ رہنا ہے۔ روحانی طور پر بھی زندہ رہنا ہے اور حَیّ صفت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کی عبادت کرنا ضروری ہے اور عبادت کے لئے مدد بھی اس سے مانگنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم عبادت کرنے والے ہوں۔) فرمایا کہ ''حَیّ کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا۔ جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مرجانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔'' (ایک شخص ہے جس نے کوئی بلڈنگ تعمیر کی ہے۔ اس کے مرجانے سے اس بلڈنگ کو کوئی فرق نہیں پڑتا) ''مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے''۔ (انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے) ''اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 217۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

استغفار کے مضمون کی وضاحت پہلے تفصیل سے ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیض کی روشنی کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے اور یہ استغفار ہی عبادت ہے اور اس سے طاقت عطا ہوتی ہے۔

پھر آیۃ الکرسی میں جو شفاعت کا مضمون بیان ہوا ہے اس کو بیان فرماتے ہوئے یہ نکتہ آپ نے بیان فرمایا کہ ہر انسان دوسرے کے لئے جب دعا کرتا ہے تو یہ بھی ایک طرح کی شفاعت ہے۔ اور یہ ایک مومن کی صفت ہونی چاہئے جو ہمیشہ وہ کرتا رہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''خدا کے اِذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی''۔ (اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔) ''قرآن شریف کی رُو سے شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے یا کوئی بَلا ٹل جائے۔'' (یعنی جس مقصد کے لئے کسی دعا کے لئے کہا ہے اس کے لئے دعا کرے کہ وہ مقصد اس کا پورا ہو جائے۔ اگر مصیبت اور بلا ہے تو وہ بَلا ٹل جائے۔) فرمایا کہ ''پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوت دے اور ان کی بَلا دُور کرے اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے''۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 463)

پھر آپ نے فرمایا کہ ''چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لئے دعا کرنے میں لگے رہو۔ اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے''۔ (ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا ایک دوسرے پر حق ہے۔) ''اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جُفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جُفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو''۔ (انتہائی ہمدردی ہونی چاہئے ایک دوسرے کے لئے۔) فرمایا ''بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں''۔ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

یہ ایک نکتہ ہے جسے آیۃ الکرسی پڑھتے وقت ہم سامنے رکھیں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے جذبات بڑھیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں یہ پڑھنے کی تلقین فرمائی تو اس میں ایمان لانے والوں کے آپس کے ہمدردی کے تعلقات قائم کرنے کے لئے بالخصوص ارشاد ہے اور بنی نوع انسان کے لئے بالعموم توجہ دلائی ہے کہ ہر ایک کے لئے ہمدردی کا جذبہ تمہارے دل میں ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ مسلمان آجکل آپس میں ہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔ بہرحال یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ حقیقی شفاعت کا حق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور اس کے نظارے آپ کی زندگی میں ہم نے دیکھے۔ چنانچہ اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو''۔ (آخرت میں بھی وہی شفیع ہو گا۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آیا ہے کہ وہ شفاعت کریں گے کہ وہی ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں بھی کوئی شفاعت کا نمونہ دکھلایا ہو۔) ''سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اس کی توریت گواہ ہے۔ اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیع ہونا اَجلیٰ بدیہیات معلوم ہوتا ہے''۔ (یعنی بہت واضح اور صاف طور پر، روشن طور پر نظر آتا ہے۔) ''کیونکہ آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا ایسے موحّد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی۔ اور پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیونکر اور کہاں سے مل سکتے ہیں''۔ فرمایا کہ ''ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست شہادت کیا ہو گی کہ ہم اس جناب کے واسطے سے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پا سکتے۔ اگر ہمارے مخالف اس امتحان کی طرف آویں تو چند روز میں فیصلہ ہو سکتا ہے۔'' (عصمتِ انبیاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 700-699)

پھر آیۃ الکرسی کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی جو دو صفات بیان کی گئی ہیں یعنی عَلِیّ۔ انتہائی بلند شان والا اور اس سے بلند کسی کی شان نہیں ہے۔ وہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور وہ عظیم ہے۔ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی بلند شان ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ عَلِیّ ہونا یہ اس کی بلند شان ہے۔ اور عظیم ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عظمت اور بڑائی اور بلند شان کا مقام ہے جس تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ یہ عظیم ہونے کے معنی ہیں۔ اور عظیم ہونے کے یہ بھی معنی ہیں کہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے دائرے اور احاطے سے باہر نہیں ہے۔ یہ ہے اس کی عظمت اور بلندی۔

اس آیت کے آخری حصّہ کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ کی کرسی کے بارے میں یہ آیت ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ یعنی خدا کی کرسی کے اندر تمام زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں اور وہ ان سب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ ان کے اٹھانے سے وہ تھکتا نہیں ہے۔ اور وہ نہایت بلند ہے۔ کوئی عقل اس کی کُنہ تک پہنچ نہیں سکتی۔ اور نہایت بڑا ہے۔ اس کی عظمت کے آگے سب چیزیں ہیچ ہیں۔ یہ ہے ذکر کرسی کا اور یہ محض ایک استعارہ ہے جس سے یہ جتلانا منظور ہے کہ زمین و آسمان سب خدا کے تصرف میں ہیں اور ان سب سے ان کا مقام دُور تر ہے اور اس کی عظمت ناپیدا کنار ہے۔'' (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 118 حاشیہ)

پس یہ وہ عظیم خدا ہے جس کی عظمت کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور جس کی حدود لامحدود ہیں۔ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور ہر چیز اس کے احاطے میں ہے۔ ہر چیز کو اس نے گھیرا ہوا ہے۔ پس جب انسان کو ان باتوں کی سمجھ ہو گی اور یہ سمجھ کر انسان آیات پڑھے تو تبھی اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آسکتا ہے۔ اس کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی چاہئے۔ اور جب یہ حقوق ادا ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی پھر حفاظت فرماتا چلا جاتا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جسے ہمیں اپنے سامنے رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ تلقین فرمائی ہے کہ جو یہ آیات پڑھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ تو آیات صرف پڑھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے مضمون پر غور کرتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے کی بھی ضرورت ہے اور وہ فہم اور اِدراک حاصل کرنے کی بھی ضرورت ہے جو ان آیتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم نے اس کی وضاحت کئی جگہ پر کی۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا۔ اگر یہ باتیں ہوں گی تو پھر انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی حفاظت میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد آج بھی مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ پروفیسر عبدالقادر ڈاہری صاحب کا ہے۔ یہ نوابشاہ کی رہنے والی تھیں۔ 22؍جنوری کو 75 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد کا نام نیاز محمد خان تھا۔ یہ سرکاری افسر تھے۔ پہلے وہاں مشرقی پاکستان میں، پھر کراچی میں بھی چیف کمشنر رہے۔ لیکن یہ احمدی نہیں تھے۔ عابدہ بیگم کی والدہ احمدی تھیں اور اولاد میں سے عابدہ بیگم جو ہیں یہ احمدی ہوئیں اور انہوں نے 1963ء میں بیعت کی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت بھی کی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ہی ان کی شادی تعلیم مکمل کرنے، بی۔اے کرنے کے بعد پروفیسر عبدالقادر ڈاہری صاحب سے کروائی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ نوابشاہ شہر کی صدر لجنہ رہیں۔ پھر لمبا عرصہ صدر لجنہ ضلع نوابشاہ رہیں اور کافی خدمت کا موقع ملا۔ صدارت کے دوران میٹنگز کے انعقاد میں لجنہ کے ساتھ بھرپور رابطہ رکھا۔ ضلع کے دورے بڑے دُور دُور کے علاقوں میں کرتی رہیں۔ گو متموّل گھرانے سے تعلق تھا لیکن خود انتہائی سادہ

مزاج تھیں۔ کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرتیں اور کمزور احمدی گھرانے جو تھے اُن میں ضرور جایا کرتی تھیں۔ تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ نوابشاہ سے انہوں نے تقریباً کوئی سترہ عورتوں کو تبلیغ کر کے بیعت کروائی۔ گھر کے آس پاس رہنے والے بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی تھیں۔ ان کے شوہر کو سندھی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ نوابشاہ شہر کے امیر بھی رہے اور پھر ضلع نوابشاہ کے امیر بھی بنے۔ آجکل اُن کے بیٹے امیر ضلع ہیں۔ بچوں کو انہوں نے اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ انتہائی عبادتگزار، نڈر، بہادر، انتہائی صابر و شاکر اور سادہ طبیعت کی مالک تھیں۔ فدائی اور باوفا خاتون تھیں۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ انتہائی محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح کی رہنمائی ہر کام میں حاصل کرنے کی کوشش کرتیں۔ یہاں تک کہ دو سال قبل شدید بیمار ہوگئیں اور شوگر کی وجہ سے ٹانگ میں ایسا زخم تھا کہ ٹانگ کاٹنے کی ضرورت تھی۔ تو انہوں نے کہا جب تک خلیفۂ وقت سے اجازت نہیں ملے گی مَیں آپریشن نہیں کرواؤں گی اور کئی دن اس انتظار میں رہیں اور جب تک انہوں نے مجھ سے یہاں سے اجازت نہیں لی ٹانگ نہیں کٹوائی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا اب بیشک جو مرضی کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کے بعد باوجود عورت ہونے کے ان کی ثابت قدمی کا یہ حال تھا کہ یہ اور ان کی والدہ احمدی تھیں تو والدہ کی وفات کے بعد ان کے بھائیوں نے کہیں غیر احمدیوں کے ہی کسی قبرستان میں ان کی تدفین کروا دی۔ والدہ چونکہ موصیہ تھیں۔ انہوں نے بھائیوں کے دباؤ کے باوجود وہاں سے نعش نکلوائی اور پھر اپنی والدہ کی نعش کو ربوہ لے کر آئیں اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کروائی۔

اللہ کے فضل سے ہر معاملے میں حکمت سے کام کرنے والی تھیں۔ قادیان اور یُوکے کے جلسہ میں باقاعدہ شامل ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کے بارے میں ان کے بیٹے کو ایک دفعہ کہا کہ تمہیں پتہ ہے کہ تمہاری والدہ احمدیت کے لئے ایک ننگی تلوار ہے۔ 85ء میں جب ضیاء آرڈیننس کے بعد کلمہ مٹایا جارہا تھا تو کلمہ سے محبت کا ثبوت انہوں نے اس طرح دیا کہ جب جماعت کو کہا گیا کہ اپنے گھروں میں کلمہ لکھیں تو سیڑھی لگا کر خود ٹینکی پر چڑھ کر اپنے ہاتھ سے کلمہ لکھ دیا۔ حالانکہ ایک تو خاتون تھیں دوسرے ایسے خاندان کی تھیں جو عموماً ان باتوں کا بڑا الحاظ رکھتے ہیں۔

جاتے جاتے بھی جو اُن کے آخری دن تھے۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ وفات سے کچھ دیر پہلے سانس لینے میں دقّت تھی تو کچھ پیسے ان کے ہاتھ میں دیئے کہ وقف جدید اور تحریک جدید کا بقایا چندہ ہے یہ فوری ادا کرو۔

ڈِش لگوانے کے لئے انہوں نے وہاں احمدی گھروں کے لئے ایک سکیم اس طرح شروع کی کہ کمیٹی لجنہ کی ڈالی اور ہر مہینہ کسی نہ کسی کی کمیٹی نکلتی تھی تو اس سے ہر گھر میں ڈِش لگ جاتا تھا اور اس سے خطبہ سننے کا انتظام ہو جاتا تھا۔ ان کے داماد مرزا احسن عمران آسٹریلیا کے جماعت کے عہدیدار ہیں وہ بھی لکھتے ہیں کہ بڑی نڈر اور بہادر اور احمدیت کے لئے ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہتی تھیں۔ تلاوت اور خطبات انتہائی باقاعدگی سے کرتی اور سنتی تھیں۔ باوجود اس کے کہ ان کو سندھی زبان نہیں آتی تھی بلکہ اردو بھی صحیح طرح نہیں آتی تھی۔ سرکاری افسر کی بیٹی ہونے کی وجہ سے پہلے ایسٹ پاکستان میں رہیں پھر دوسری جگہوں پر رہیں اور انگریزی سکولوں میں پڑھیں۔ انگلش زبان ان کی بہت اچھی تھی لیکن انہوں نے شادی کے بعد اپنے ماحول میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ (adjust) کیا اور اس ماحول میں رہ کر سندھی زبان بھی سیکھی اور اپنے غیر احمدی سندھی رشتہ داروں کو تبلیغ بھی کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

## بقیہ: Pan African کے پہلے پِیس سمپوزیم کا انعقاد

از صفحہ 17

افریقہ بہت وسیع برّاعظم ہے اور اس کی سرحدیں ایشیا اور یورپ دونوں کو لگتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ باقی دنیا کے لئے اپنے عظیم مقام اور اہمیت کو شناخت کریں۔ ہر افریقن قبیلہ یا نسل، اور یقیناً ہر فردِ واحد کو اپنے ملک اور دوسرے ممالک کی بہتری اور اس حوالہ سے اپنے کاموں اور اپنی ذمہ داریوں کو لازماً سمجھنا چاہئے۔ افسوس کہ ابھی تک دنیا کی اکثریت افریقن قوم کو غریب، محتاج اور بے حیثیت تصوّر کرتی ہے۔ لیکن میرا پختہ ایمان ہے کہ افریقہ میں انتہائی قابلیت، اہلیت اور طاقت ہے اور افریقہ ایک عظیم مقام کا حامل ہے۔

آپ کا برّاعظم افریقہ ہے جس کی حکمرانی نسلاً بعد نسلٍ بیرونی طاقتوں نے کی ہے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ انہوں نے اپنے مفاد کی خاطر افریقہ کے قُدرتی وسائل لُوٹ لئے ہیں۔ افریقہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے colonial ماضی سے آزاد ہو چکا ہے۔ اس لئے افریقن حکومتوں اور افریقن لیڈروں کو یہ بات یقینی بنانی چاہئے اور ان کا فرض ہے کہ ان کے ملک کے وسائل بہترین انداز میں استعمال ہوں تا کہ ان کے مُلک اِن وسائل سے فائدہ اُٹھا سکیں اور یہ وسائل ملک کی فلاح و بہبود اور ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

افریقہ کے Colonial دَور میں تیل کے وسائل کا مکمل علم نہیں تھا لیکن حال ہی میں تیل کے نئے وسائل دریافت ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے افریقہ کے لوگوں کو عطا کردہ اس قُدرتی دولت نکالنے کے لئے بہت بہتر ٹیکنالوجی موجود ہے۔ میری دعا ہے کہ افریقن لیڈرز اس دولت میں سے ایک ایک penny اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کریں اور اس طرح اپنے لوگوں کی مدد کریں۔ یہ اُن کا مقصد اور اُن کا مِشن ہونا چاہئے ورنہ آپ کا برّاعظم colonialism کی زنجیروں سے تو آزاد ہو گا مگر اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہے گا۔

مجھے امید ہے کہ افریقن لیڈرز اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کام کریں گے اور اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں گے کہ وہ ملک کے خادم اور افریقہ کے مستقبل کے نگران ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ آئندہ نسلوں کے لئے ورثہ میں امن، خوشحالی اور دیرپا ترقی چھوڑ کر جائیں۔ اسی طرح مَیں عوام الناس کو تلقین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایسے لیڈروں کو ووٹ دیں جو سب سے زیادہ وفادار، سب سے زیادہ ایماندار اور سب سے زیادہ قابِل ہوں۔

مزید برآں تمام لوگوں کو برّاعظم افریقہ کے روشن اور ترقی پسند مستقبل کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ افریقن ممالک کی اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ آپ ایک امن کی فضا قائم رکھیں اور اپنی قوموں اور دوسرے افریقن ہمسایہ ممالک کے ساتھ برادرانہ تعلق رکھیں۔ اس طرح افریقہ باقی دنیا کے لئے امن کے لحاظ سے ایک شاندار مثال بن سکتا ہے۔

افسوس کہ افریقہ میں گزشتہ چند سالوں سے Boko Haram اور Al-Shabab کی طرح بعض شدّت پسند اور دہشتگرد تنظیموں کا اثر بڑھا ہے۔ ان کو مٹانے کے لئے، اور ان کی شیطانیوں کے خاتمہ کے لئے افریقن لیڈرز اور افریقہ کے لوگوں کو مِل کر لازماً اکٹھے کام کرنا چاہئے تا کہ اُن کے مُلک کی ترقی یقینی ہو۔ تمام تعلقات میں آپ کو عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اس طرح ہونا چاہئے کہ نوجوان لوگ مایوس نہ ہوں کیونکہ مایوسی سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ لوگ redicalisation کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ برّاعظم افریقہ کو ہر لحاظ سے برکت عطا فرمائے اور آپ کے ممالک ہمیشہ ہمیش کے لئے ہر قسم کی غلامی اور colonialism سے آزاد رہیں۔ میں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ دوسروں کی حکمرانی میں آنے کی بجائے افریقہ دنیا کی سربراہی کرے گا۔ انشاءاللہ۔

ایک بار پھر مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ تقریب ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہو۔

افریقہ زندہ باد!

والسلام

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

... ... ... ...

اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یُوکے نے تمام حاضرین کو توجہ دلائی کہ وہ حضور انور کے اس اہم پیغام کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔

اس کے بعد آپ نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے PAAMA UK کی طرف سے پہلی مرتبہ اتنا وسیع اور کامیاب پروگرام منعقد کیا گیا جس کی حاضری 700 سے زائد تھی۔ پروگرام کی کوریج میڈیا کے مختلف نمائندوں نے کی اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ اس پروگرام کو لائیو stream کے ذریعہ انٹرنیٹ پر براہ راست دکھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔

... ... ... ... ... ... ... ... ...

**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*
*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*
*Free management Service*
*Guaranteed vacant possession*

**175 Merton Road London SW18 5EF**
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

# بدرسوم۔ گلے کا طوق

وحید احمد رفیق

قسط نمبر 6

## متفرق رسوم

### تقریب آمین

ایک بچی کی تقریب آمین پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’آج کا روز بھی جسے ہم بہت اہمیت دیتے ہیں اس وجہ سے کہ ہمارے بچے نے قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کی الہامی کتاب ہے اور آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی خدا کے فضل سے مکمل کرلی اور اس موقع پر کوئی تصنع، کوئی بناوٹ اور بے معنی خوشی نہیں ہے۔ بلکہ بچے سے قرآنِ کریم کا ایک حصہ سن لیا، اجتماعی دعا کرلی اور چائے کے ساتھ کچھ مٹھائی وغیرہ کھالی۔

اس تقریب کا نہایت اہم اور ضروری حصہ دعا ہے نہ کہ تحفے تحائف دینا اور لینا اور یہی ہم اپنے بچے کو بھی سکھانا چاہتے ہیں۔ آج بھی یہاں جو مہمان آئے ہیں وہ بھی بغیر تحائف کے آئے ہیں۔ یہ رسم ہم میں داخل ہونا شروع ہوگئی تھی اس لیے گزشتہ اسی قسم کے ایک موقع پر میں نے جماعت کو تحائف دینے پر اس وجہ سے پابندی لگادی تھی تا کہ ہماری سوسائٹی پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑنے شروع ہوجائیں۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی رسوم جو بظاہر نقصان دہ نہیں لگتیں اور لوگ کہتے ہیں کہ بچے کو ایک چھوٹا سا تحفہ دینے میں کون سی قباحت ہے، لیکن آہستہ آہستہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں اندھیروں کی طرف دھکیل دیتی ہیں اور یہی چیز پھر تصنع میں تبدیل ہوجاتی ہے اور خواہ کوئی اسے برداشت کرسکے یا نہ، وہ اسے ضروری سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس رواج کو مزید فروغ دینے پر پابندی عائد کردی اور مجھے یہ جان کر نہایت خوشی ہوئی کہ اس چھوٹی سی معصوم بچی نے جسے گزشتہ موقع پر تحفے دئے گئے، ہنستے مسکراتے ہوئے واپس لوٹا دیے۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم بچوں کو تحائف وغیرہ جیسی رسوم میں ملوث کردیتے ان کی توجہ دعاؤں کی طرف مبذول کروادی تا کہ وہ تحائف کی نسبت دعا کو زیادہ اہمیت دیں اور اس کی اہمیت کو سمجھنے لگیں اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ بے صبری سے تحفوں کی امید میں ہی لگے رہتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد سوم ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 231)

### نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

مولوی سید محمود شاہ صاحب نے جو سہارنپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ یہ عرض کیا کہ میں نے آج تحفہ گولڑویہ اور کشتی نوح کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ میں ایک امر جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگرچہ وہ فروعی ہے، لیکن پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ عموماً بعد نماز دعا مانگتے ہیں، لیکن یہاں نوافل تو خیر دعا بعد نماز نہیں مانگتے۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

’’اصل یہ ہے کہ ہم دُعا مانگنے سے تو منع نہیں کرتے اور ہم خود بھی دعا مانگتے ہیں اور صلوٰۃ بجائے خود دعا ہی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ ہندوستان میں یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیلِ ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں۔ گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے۔ اس لیے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے، جس میں کراہت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ نماز ایسی شے ہے کہ جس سے ایک ذوق، اُنس اور سُرور بڑھتا ہے۔ مگر جس طریق پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضورِ قلب نہیں ہوتا اور بے ذوقی اور بے لُطفی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو یہی نصیحت کی ہے کہ وہ بے ذوقی اور بے حضوری پیدا کرنے والی نماز نہ پڑھیں، بلکہ حضورِ قلب کی کوشش کریں جس سے اُن کو سُرور اور ذوق حاصل ہو۔ عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضورِ قلب کی کوشش نہیں کی جاتی، بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لیے کرتے ہیں اور دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں۔ حالانکہ نماز کا (جو مومن کی معراج ہے) مقصود یہی ہے کہ اس میں دعا کی جاوے۔ اور اسی لیے اُمُّ الْاَدْعِیَۃ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ دعا مانگی جاتی ہے۔ انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتا۔ جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ اَقِیْمُوا الصَّلوٰۃَ اس لیے فرمایا کہ نماز گری پڑتی ہے۔ مگر جو شخص اقامُ الصلوٰۃ کرتے ہیں تو وہ اس کی روحانی صورت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر وہ دعا کی محویت میں ہوجاتے ہیں۔ نماز ایک ایسا شربت ہے کہ جو ایک بار اُسے پی لے اُسے فرصت ہی نہیں ہوتی اور وہ فارغ ہی نہیں ہوسکتا۔ ہمیشہ اس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔

مومن کو ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت دعائیں کرنی چاہئیں۔ مگر نماز کے بعد جو دعاؤں کا طریق اس ملک میں جاری ہے وہ عجیب ہے۔ بعض مساجد میں اتنی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں کہ آدھ میل کا سفر ایک آدمی کرسکتا ہے۔ میں نے اپنی جماعت کو بہت نصیحت کی ہے کہ اپنی نماز کو سنوارو۔ یہ بھی دُعا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔ کوئی اثر روحانیت اور خشوع وخضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی نمازوں کے لیے ویل (ہلاکت۔ ناقل) آیا ہے۔ دیکھو جس کے پاس اعلیٰ درجہ کا جوہر ہو تو کیا کوڑیوں اور پیسوں کے لیے اسے پھینک دینا چاہیے، ہرگز نہیں۔ اول اس جوہر کی حفاظت کا اہتمام کرے اور پھر پیسوں کو بھی سنبھالے۔ اس لئے نماز کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 345 تا 346)

### تسبیح کرنا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پوری کرنے کی فکر کرنے والا سچی توجہ کر ہی نہیں سکتا۔ انبیاء علیہم السلام اور کاملین لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ اہل حق تو ہر وقت خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ان کے لیے گنتی کا سوال اور خیال ہی بے ہودہ ہے۔ کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گِن کر لیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہوگا۔ وہ تو اسی کے ذکر کو اپنی رُوح کی غذا سمجھے گا۔۔ لیکن اگر محض گنتی مقصود ہوگی تو وہ اسے ایک بیگار سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 13)

### اس زمانہ میں لوگ عادت اور رسم کے پابند ہیں

سائل: الحمد شریف بے شک دعا ہے مگر جن کو عربی کا علم نہیں۔ اُن کو تو دُعا مانگنی چاہیے۔

حضرت اقدس: ہم نے اپنی جماعت کو کہا ہوا ہے کہ طوطے کی طرح مت پڑھو۔ سوائے قرآن شریف کے جو ربِّ جلیل کا کلام ہے اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے جو نبی کریم ﷺ کا معمول تھیں۔ نماز بابرکت نہ ہوگی۔ جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب بیان نہ کرو۔ اس لیے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا، ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے اور رکوع میں، سجود میں، مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لیے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں۔ مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے۔ اس لیے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ ربّ العزّت میں عرض کرنا چاہیے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو۔ جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔ باقی نوافل اور سُنن کو جیسا چاہو طُول دو۔ اور چاہیے کہ اس میں گریہ و بکا ہو، تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ نماز ایسی شے ہے کہ سیّئات کو دُور کر دیتی ہے۔ جیسے فرمایا: اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود: 115) نماز کُل بدیوں کو دُور کر دیتی ہے۔ حسنات سے مراد نماز ہے، مگر آج کل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکاّر سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ نِرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا۔ آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے۔ اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں، اور اُس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہوجاتی ہے۔ مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رُو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں اور انھیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے۔ اس کے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے۔ طبیعتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو عادت پسند ہوتی ہیں۔ جیسے اگر ہندو کا کسی مسلمان کے ساتھ کپڑا بھی چُھو جائے تو وہ اپنا کھانا پھینک دیتا ہے۔ حالانکہ اس کھانے میں مسلمان کا کوئی اثر سرایت نہیں کر گیا۔ زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں۔ جو شخص دل میں یہ خیال کرے کہ یہ بدعت ہے کہ نماز کے پیچھے دعا نہیں مانگتے بلکہ نمازوں میں دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بدعت نہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے ادعیہ عربی میں سکھائی تھیں جو اُن لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی اسی لیے ان کی ترقیات جلدی ہوئیں۔ لیکن جب دوسرے ممالک میں اسلام پھیلا تو وہ ترقی نہ رہی۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ اعمال رسم وعادت کے طور پر رہ گئے۔ ان کے نیچے جو حقیقت اور مغز تھا وہ نِکل گیا۔ اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے، لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بے خبر ہے۔ یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔ صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قُرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں۔ یہ قرب کی کنجی ہے۔ اسی سے کشوف ہوتے ہیں۔ اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں۔ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اس کو اچھی طرح سمجھ کر ادا نہیں کرتا۔ تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے۔ جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔ ہم دعاؤں سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ہمارا تو سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت پر ایمان ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن: 61) فرمایا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے بعد دعا کرنا فرض نہیں ٹھہرایا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے بھی التزامی طور پر مسنون نہیں ہے۔ آپ سے التزام ثابت نہیں ہے۔ اگر التزام ہوتا اور پھر کوئی ترک کرتا تو یہ معصیت ہوتی۔ تقاضائے وقت پر آپ نے خارج نماز میں بھی دعا کرلی اور ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ آپ ﷺ کا سارا ہی وقت دعاؤں میں گزرتا تھا۔ لیکن نماز خاص خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے۔ اس لیے اس کا فرض ہے کہ جب تک اس کو درست نہ کرے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے۔ کیونکہ جب نفل سے فرض جاتا رہے تو فرض کو مقدم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز بے شک دعائیں کرے ہم منع نہیں کرتے۔ ہم تقدیم نماز کی چاہتے ہیں اور یہی ہماری غرض ہے۔ مگر لوگ آج کل نماز کی قدر نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے بہت بُعد ہو گیا۔ مومن کے لیے نماز معراج ہے اور وہ اس سے ہی اطمینان قلب پاتا ہے، کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار، استغفار، رسول اللہ ﷺ پر درود، غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لیے ضروری ہیں، موجود ہیں۔ ہمارے دل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں ہیں۔ جن کو الفاظ پورے طور پر ادا نہیں کرسکتے۔ بعض سمجھ لیتے ہیں اور بعض رہ جاتے ہیں۔ مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تھکتے نہیں۔ کہتے جاتے ہیں۔ جو سعید ہوتے ہیں اور جن کو فراست دی گئی ہے وہ سمجھ لیتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 346 تا 348)

### ہر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا سنّت نبوی ﷺ سے ثابت نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’... اس وقت امر واقعہ یہ ہے کہ چودہ صدیوں کے

اندر ہر قوم میں جس طرح نئی چیزیں نشوونما پاجاتی ہیں ۔جڑی بوٹیاں اور گھاس اُگ جاتی ہیں۔اسی طرح اُمتوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے ۔رسم ورواج اُمتوں میں جڑ پکڑ جاتے ہیں اور بعد میں سمجھا جاتا ہے کہ گویا عبادتوں کا حصّہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے کہ دین حضور اکرم ﷺ پر کامل ہوا تھا۔اس لیے حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جو رسم ورواج عبادت کے تھے اُن پر ایک ذرّے کا بھی اضافہ نہیں کرنا۔میں اور مثالیں دیتا ہوں مثلاً ختم قرآن، مثلاً گیارہویں شریف، مثلاً رسول کریم ﷺ کے نام پر کھڑے ہوجانا،ان تمام باتوں میں سے ایک بھی آنحضور ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے خلفاءؓ اور صحابہؓ کے زمانے میں ثابت نہیں۔"

سوال کرنے والی خاتون نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا: اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم جُھک رہے ہیں بلکہ احترام اور آدمیت ہے۔

حضور نے اپنے استدلال کو جاری رکھا۔ فرمایا: "کیا حضور اکرم ﷺ کا احترام آج کے مسلمانوں کو زیادہ ہے؟ اُس زمانے کے مسلمانوں کو کم تھا؟ یہ سوچیے، سُنیے مَیں کہتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ
(ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ)

## تم پر میری سنّت اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت فرض ہے۔

اب ایک بھی مثال ساری اسلام کی خلافت کی ساری تاریخ سے نہیں ملتی کہ آنحضور ﷺ کی عدم موجودگی میں صحابہؓ یا خلفاء حضور ﷺ کا نام لینے پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔اس لیے ہمارے نزدیک تو حضور ﷺ کا ارشاد ہی قابلِ تعظیم اور قابلِ اطاعت ہے۔جس کی عزت کرنی ہے ۔اُس کی عدمِ اطاعت کرکے تو عزت نہیں کی جاسکتی اور صحابہ نے اور خلفاء نے اپنے فعل سے ثابت کیا کہ یہ عزت کا طریق نہیں ہے۔ یہ سنت کے خلاف ہے ۔اس لیے ہم تو اسلام کے اُسی حصے پر کاربند رہیں گے اور اُسی کو کافی سمجھیں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے ثابت ہے۔"

(مجالس عرفان "مجلس عرفان 27 فروری 1983ء" شائع کردہ لجنہ اماء اللہ کراچی صفحہ 28 تا 30)

## ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کس حد تک جائز ہے خاص طور پر نماز کے بعد؟

فرمایا: "آنحضرت ﷺ نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی۔اس لئے یہ رسول کریم ﷺ کی کوئی سنت نہیں تھی سوائے اس کے کہ کوئی دعا کے لیے کہے کہ ہاتھ اٹھا لیں ورنہ نماز کے بعد استغفار کرتے تھے۔ سبحان اللہ وغیرہ پڑھ کر پھر گھر چلے جایا کرتے تھے۔ہاتھ اٹھانے کی رسم بعد کی بنی ہوئی ہے۔"

(مجلس عرفان 14 جنوری 2000ء روزنامہ الفضل 30 جولائی 2002ء)

## سالگرہ منانا

ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا: حضور نے فرمایا تھا کہ سالگرہ نہیں منانی چاہیے اور مومن کو لغویات سے پرہیز کرنا چاہیے۔لیکن اس تقریب کو اگر اس نیت سے دوسرے پر بوجھ ڈالے بغیر صرف بچے کی خوشی اور آپس میں محبت بڑھانے کے لیے منایا جائے تو کیا پھر بھی یہ لغویات میں آئے گی؟

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ مختلف بہانے ہیں جو نفس پیش کرتا رہتا ہے۔قرآن کریم میں آتا ہے نفس تمہارے لیے چیزیں خوبصورت کرکے دکھاتا ہے اور یہ اس کی ایک مثال ہے۔جب ایک رسم کو بطور رسم کے ترک کرنا ہو۔تو پھر انفرادی بحث نہیں رہا کرتی کہ کسی کی کیسی نیت ہے اور کیا ہے۔شراب جب منع ہوئی تو اس لیے منع تھی کہ اس کے نتیجے میں انسان بہک جاتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں انسان بعض نمازوں کے حقوق ادا نہیں کرسکتا لیکن آج کوئی یہ عذر تو نہیں کرسکتا کہ میں تو بہت تھوڑی پیوں گا اور بالکل نہیں بہکوں گا۔اس لیے مجھے اس کا نقصان نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم فرماتا ہے اس کے فوائد بھی ہیں ۔تو میں کیوں نہ صرف فوائد سے استفادہ کروں اور نقصان سے بچا رہوں۔تو یہ محض نفس کے بہانے ہیں۔ جب ایک عمومی حکم جاری کیا جاتا ہے تو سب کو اس سے رکنا چاہیے۔ورنہ یہ رسمیں پھر سر اُٹھائیں گی اور آگے پھیل جائیں گی۔پھر ان کے بدپہلو نمایاں ہوتے جائیں گے۔میں نے جو بات سمجھائی تھی وہ پتا نہیں کیوں ان کو سمجھ نہیں آرہی ۔میں نے کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش کا دن نہ آپ نے منایا نہ صحابہ نے نہ خلفاء کی پیدائش کا دن منایا گیا۔آپ شاید یہ عذر کریں کہ اُس زمانے میں یہ باتیں تھیں نہیں ۔پھر یہ زمانہ آگیا۔اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطور حَکَم کے تشریف لائے ۔سنت کو اپنے عمل میں زندہ کرکے دکھایا۔ اب تو وہ زمانہ ہے جبکہ یہ رسمیں منائی جارہی ہیں۔آپ کی کیوں برتھ ڈے نہیں منائی گئی۔کیوں خلفاء میں سے کسی کی برتھ ڈے نہیں منائی گئی۔ مجھے تو یاد بھی نہیں ہوتا کہ آج برتھ ڈے ہے ،کبھی کسی کا فون آجائے اتفاق سے، تو پتا چلتا ہے۔تو یہ فضول باتیں ہیں۔خوشیوں کے اور بھی طریقے ہیں۔آمین منانے کا کتنا اچھا طریق رائج ہوا ہے۔ یہ سنت حسنہ ہے جو دین میں داخل ہوئی ہے ۔ اس سنت حسنہ سے فائدہ اٹھائیں ۔بچوں میں قرآن کریم کا شوق ہوگا۔اور وہ جب سج دھج کے تیار ہو کے قرآن پڑھنے آئیں گے، پھر آپ دعوت کریں تو آپ کے سارے شوق اچھی طرح پورے ہوسکتے ہیں۔اس لیے فضول باتوں کے لیے فضول بہانے نہ بنائیں۔"

(مجلس عرفان 6 مئی 1994ء روزنامہ الفضل 5 اکتوبر 2002ء)

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویریں بنانے کو بطور پیشہ اپنانا

"... بایں ہمہ مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مُضطر کرتی ہے وہ میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کسب اور پیشہ بنالیں۔کیونکہ اسی طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہوجاتی ہیں اور شرک تک پہنچتی ہیں اس لیے مَیں اپنی جماعت کو اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک اُن کے لیے ممکن ہو ایسے کاموں سے دستکش رہیں۔بعض صاحبوں کے مَیں نے کارڈ دیکھے ہیں اور اُن کی پُشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ مَیں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں اور مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ایک صحیح اور مفید غرض کے لیے کام کرنا اَور اَمر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصویریں جابجا در و دیوار پر نصب کرتے ہیں یہ اَور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لغو کام منجر بشرک (یعنی شرک کی طرف لے جانے والے۔ناقل) ہوجاتے ہیں اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں۔جیسا کہ ہندوؤں اور نصاریٰ میں پیدا ہوگئیں اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ جو شخص میرے نصائح کو عظمت اور عزّت کی نظر سے دیکھتا ہے اور میرا سچا پیرو ہے وہ اِس حُکم کے بعد ایسے کاموں سے دستکش رہے گا ورنہ وہ میری ہدایتوں کے برخلاف اپنے تئیں چلاتا ہے اور شریعت کی راہ میں گستاخی سے قدم رکھتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 365 تا 367)

## تصویر بنانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ایم ٹی اے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر سے متعلق سوال پر درج ذیل جواب ارشاد فرمایا : "جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے وہ تو واضح ہے کہ وہ تصویر جو حرام اور منع ہے وہ شرک والی تصویریں ہیں ۔ورنہ تو حضرت سلیمان کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی تصویر ایک لپٹے ہوئے کپڑے میں دکھائی گئی اور جبرئیل نے کھول کر دکھایا کہ یہ وہ بچی ہے جو آپ کے لئے مقدر ہے۔تو اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کا یہی منشاء ہے تو وہ ضرور میرے عقد میں آئے گی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ آئندہ خطرے پیدا ہوسکتے ہیں کہ ان تصویروں کا ناجائز استعمال ہو۔آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ کوئی کارڈ شائع کرتے ہیں ۔اس زمانہ میں بھی یہی رواج ہوگیا تھا۔کارڈ کے پیچھے ایک میری تصویر لگا دیتے ہیں۔جو مجھے بالکل پسند نہیں۔اس کو عام اشتہاری رنگ دینا ناجائز ہے اور ضرورت سے زیادہ عزت کا مقام دے کر گھروں میں ایسی جگہ لٹکانا جس سے تعظیم کے غلط خیالات پیدا ہوں وہ بھی پسند نہیں کرتا۔ایک موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ خطرات ہیں جن کا بعض لوگوں نے اظہار کیا ہوگا۔تو پھر تو بہتر ہے کہ اس کو صندوق میں بند کر کے رکھ دو۔اور اگر کوئی آئے اور ضرورت مند ہو کہ میرے چہرے کو دیکھے اور شناخت کرے تو اس کو دکھا دیا کرو۔پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھانے کا اصل مدعا یہ ہے کہ آپ کو دیکھنے والی آنکھیں جو پہچان رکھتی ہیں ۔جن میں ایک شناخت کا مادہ ہے وقتاً فوقتاً دیکھ لیا کریں اور جہاں دین کی تعلیم کا تعلق ہے وہاں کبھی کبھی آپ کا چہرہ سامنے نظر آجائے تو مضمون کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے۔لیکن یہ مطلب نہیں کہ اسے مستقلاً ایک **نعوذ باللہ من ذالک** ایک بت کی طرح چسپاں کردیا جائے ۔ چنانچہ بہت سی ویڈیوز ایسی مجھے ملیں جن میں جماعتوں نے مسلسل تصویر سامنے رکھی ہوئی تھی ۔ بلکہ بعض جماعتوں نے اپنی طرف سے اس میں فنی ایجادیں کرکے دکھایا ہے کہ تصویر آگے بڑھ رہی ہے ،پیچھے ہٹ رہی ہے ۔ان کو میں نے بالکل Reject کردیا ایسی تصویروں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔پس مفہوم کو سمجھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کھل کے روشنی ڈالی ہے۔اس کے مضمون کو ذہن نشین کرکے اس سے متصادم ہوئے بغیر جو دلچسپیاں پیدا کرسکتے ہوں بے شک کریں۔لیکن تصویر کو اس لیے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ خیالات کسی غلط طرف مائل ہوں۔

اس تصویر میں اور عام تصویر میں فرق ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ جو احترام کا گہرا تعلق ہے وہ آپ کی ذات سے منسلک ہے جو تصویر کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور اس ذات کے احترام کی وجہ سے احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ آئے گئے کی تصویریں روزمرہ دکھائی جاتی ہیں ۔ کیا فرق پڑتا ہے۔کسی کے دماغ کے گوشے میں بھی ذہن نہیں جاسکتا کہ اس کے ساتھ انسان سے بالا احترام وابستہ ہونے کا خطرہ ہے۔پس جماعت کو ہر ممکن احتیاط اس میں کرنی ہوگی اور کرنی چاہیے ۔ جذبات کی بات تو ٹھیک ہے ۔ بڑا اچھا لگتا ہے کہ تصویریں دیکھی جائیں۔ جو پیارا وجود ہے اس کا چہرہ سامنے آئے۔مگر جذبات پر عقل کو بہرحال فوقیت حاصل ہے اور مذہب کو عقل پر بھی فوقیت حاصل ہے۔اس لیے مذہبی تقاضوں کو ہم کسی بھی قیمت پر نظرانداز نہیں کرسکتے۔"

(مجلس عرفان 11 مئی 1994ء روزنامہ الفضل 16 اپریل 2003ء)

## تعویذ گنڈے کروانا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجلس سوال وجواب میں اس پر گفتگو فرمائی، جو درج ذیل ہے: "ہزار دفعہ یہ گفتگو جماعت میں مختلف وقتوں میں علماء کے ذریعہ بھی اور خلفاء کے ذریعہ بھی سامنے آچکی ہے ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں بھی ہے۔ یہ اس طرح بات کررہی ہیں جس طرح نئی بات ہوتی ہے۔تعویذ گنڈہ وغیرہ کو دستور زندگی بنالینا حد سے زیادہ جہالت ہے اور تمام دینی معاشرہ کی روح اس سے تباہ ہوجائے گی ۔ اصل دعا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیرہ سو سال کی جو رسوم کے خلاف ایک عظیم جہاد فرمایا اور دین حق کو اس کی اصل صورت پہ بحال کرنے کے لیے بہت بڑی جدوجہد فرمائی ہے ۔ یہی دراصل حقیقی مجددیت ہے ۔ اسی کا نام مہدویت ہے اور اس کے نتیجے میں اب جماعت جو اُبھر کر اور نِکھر کر دنیا کے سامنے آئی ہے اس کا مرکزی نقطہ دعا ہے۔ اس کی ساری زندگی اس کے تمام اعمال اور تمام کامیابیاں اس کی تمام کاوشیں اس کے غم وفکر کے علاج دعائیں ہیں۔اور دعا کو چھوڑ کر تعویذ گنڈے کی طرف جانا حد سے زیادہ جہالت ہے ۔ یہ تاریک زمانے کی پیداوار باتیں ہیں۔اور ایسی قوموں کو دعا سے ہٹا کر جادو منتر وغیرہ کی طرف منتقل کردیتی ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ رسول اکرم ﷺ نے دم کی اجازت دی۔ یہ ایک بالکل الگ بات ہے۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایسا ہرگز یہ کوئی معاشرہ نہیں تھا۔دعا ہی کا معاشرہ تھا۔اور جس دم کی بات کرتے ہیں اس میں سورۃ فاتحہ بطور دعا استعمال ہوتی ہے۔اور وہ اب بھی اسی طرح جائز ہے۔فاتحہ کو دعا کے طور پر آپ چاہے پانی پر پڑھ کے دم کریں اور نفسیاتی لحاظ سے اس کو برکت کے لیے دے دیں۔اس حد تک تو کوئی حرج نہیں ہے۔لیکن تعویذ گنڈے کی جو یہ بات کررہی ہیں یا کررہے ہیں جو بھی لکھنے والا۔ یہ تو بہت خطرناک بیہودہ رسم ہے۔جو روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کے مقاصد کے بالکل برعکس تحریک ہے۔بالکل برعکس جماعت کا رُخ موڑنے والی بات ہے۔"

(مجلس عرفان 4 نومبر 1994ء روزنامہ الفضل 4 دسمبر 2002ء)

## 27 رجب اور 15 شعبان کی راتوں میں عبادات

سوال ہوا کہ ان راتوں میں سنت رسول سے کیا ثابت ہے۔ان دونوں راتوں میں رسول کریم ﷺ معمول سے زیادہ عبادت کرتے تھے یا عام معمول کے مطابق؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "رسول کریم ﷺ کی عبادت کا جہاں جہاں ذکر ملتا ہے میں نے بڑے غور سے دیکھا ہے اس میں کسی خاص دن کی عبادت کا ذکر نہیں۔ بلکہ بعض مرتبہ پوری پوری رات آپ اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے اور آپ کے پاؤں بھی متورّم ہوجایا کرتے تھے۔ یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔آنحضرت ﷺ کی سنت پر اگر عمل کرنا ہو تو پورا نہ بھی کھڑا ہوسکیں تو راتوں کا کچھ حصہ کھڑا ہونا ضروری ہے۔"

(روزنامہ الفضل 20 جنوری 2001ء)

(باقی آئندہ)

# ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
# دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں

[انتخاب از کتاب ''احمدیت'' مصنفہ مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل (مرحوم)]

[جماعت احمدیہ کے معاندین عقیدہ ختم نبوت کی خود ساختہ تشریحات کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پر سراسر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور یہ کہ بانیٔ جماعت احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے نعوذ باللہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ احمدیت کے مخالف مُلّاں اس قسم کی افترا پردازی پر مشتمل اشتعال انگیز زبان استعمال کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیتے اور احمدیوں کے خلاف بھڑکاتے اور نفرت پھیلاتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام اور علماء سلسلہ نے بارہا تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور معاندین کے الزامات و اعتراضات کے کافی و شافی جوابات دیئے ہیں لیکن مُلّاؤں کی اشتعال انگیزی اور تلبیس کا سلسلہ ختم ہونے کو نہیں آتا۔ اس موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا فرمودہ ایک تازہ خطاب اس شمارہ کی زینت ہے۔

بعض معاند مولویوں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اس مسئلہ کو الجھانے کے لئے کتب بھی لکھی ہیں۔ ان کے بھی جوابات جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ ہیں۔

ذیل میں ہم ایک مخالف احمدیت مولوی ابوالحسن ندوی صاحب کی کتاب 'قادیانیت' کے جواب میں مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل (مرحوم) کی کتاب 'احمدیت' سے ایک حصّہ شائع کر رہے ہیں جس میں ختم نبوت کے حوالہ سے ان کے اعتراضات کا مدلّل جواب دیا گیا ہے۔

امید ہے کہ احمدی داعیان الی اللہ ان دلائل سے اچھی طرح آگاہ ہو کر ان سے اپنی تبلیغ میں استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو حق کو پہچاننے اور قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ (مدیر)

مولوی ابوالحسن صاحب ندوی نے احمدیت کے خلاف تنابز بالالقاب سے کام لیتے ہوئے عرصہ ہوا ایک کتاب ''قادیانیت'' کے نام سے شائع کی ہے۔ اس کے متفرق اہم سوالوں کے جوابات گاہے گاہے احمدیہ لٹریچر میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

نظارت (اشاعت۔ناقل) کے سامنے بعض احباب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس کتاب کا جواب یکجائی طور پر شائع ہونا ضروری ہے۔ گو اِس کتاب کی زبان دوسرے معاندینِ احمدیت کی طرح خلافِ تہذیب نہیں لیکن یہ کتاب اپنی سپرٹ کے لحاظ سے ان کتابوں سے مختلف نہیں جو گالیاں دینے والے معاندینِ احمدیت نے شائع کی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں یہ کتاب بھی متعصّبانہ رنگ میں احمدیت کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کی نیت سے لکھی گئی ہے۔ گو اس کی طرزِ نگارش مستشرقین کی طرح ہے۔ اسلام کے خلاف جن مستشرقین نے کتابیں شائع کی ہیں ان کا طریق نگارش یہ رہا ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی تعریف کرتے کرتے دودھ میں زہر ملا کر پیش کرتے ہیں اور کوئی ایسی چوٹ کر جاتے ہیں کہ جس سے پڑھنے والے کی ذہنیت اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف مسموم ہو جائے۔ مگر یہ اثر بھی قائم ہو کہ لکھنے والا بڑا دیانت دار ہے کیونکہ اس نے شستہ زبان استعمال کی اور بظاہر تعصب ظاہر نہیں کیا بلکہ محققانہ رنگ اختیار کیا ہے۔ حالانکہ جو اعتراض وہ سچ کے ساتھ جھوٹ ملا کر کر جاتے ہیں وہ سراسر ان کی کسی غلط فہمی یا دانستہ مغالطہ دہی پر مشتمل ہوتا ہے۔

محترم مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کی تصنیف ہذا بھی مستشرقین کی طرز پر ہی لکھی گئی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تعریف بھی کر جاتے ہیں لیکن تعریف میں زہر بھی ملا دیتے ہیں اور ایسی باتیں تحریک احمدیت کی طرف منسوب کر جاتے ہیں جنہیں احمدی ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ کسی کی دیانت کے خلاف رائے قائم کرنا ایک مشکل کام ہے لیکن واقعات کو نظر انداز کرنا بھی اس سے زیادہ مشکل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدیت اسلام کے اندر ایک تحریک ہے نہ کہ اسلام کے علاوہ کوئی نیا دین یا ملّت۔ مگر ندوی صاحب کی اپنی کتاب میں یہ کوشش رہی ہے کہ احمدیت کو قادیانیت کا نام دے کر جو تنابز بالالقاب ہے، اسلام کے بالمقابل ایک متوازی دین ثابت کیا جائے اور اس کی بنیاد ایک نئی تشریعی نبوّت پر قرار دی جائے۔ یہ نتیجہ جو وہ نکالنا چاہتے ہیں اس میں انہوں نے سراسر حق و انصاف کا خون کیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ **حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا دین نہ تو اسلام کے علاوہ کوئی دین ہے اور نہ آپ کو جدید شریعت لانے والے نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔** البتہ ایسا الزام آپؑ کے معاندین آپؑ کے خلاف غلط فہمی اور بدگمانی پھیلانے کے لئے ضرور لگاتے آئے ہیں جس کے جواب میں حضرت مرزا غلام احمد بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ہمیشہ ایسے دعویٰ سے انکار کیا ہے اور زوردار الفاظ میں واشگاف طور پر ایسے الزام کی تردید فرمائی ہے۔

## ہمارے عقائد

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

❁ ''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لُباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شُعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور مُلحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجزُ اقتدا اُس امام الرّسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد3 صفحہ169-170)

❁ ''جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنّم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبّہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد14 صفحہ 323)

❁ ''ہم مسلمان ہیں۔ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لاتے ہیں اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائل ہیں۔ اور خدا کی کتاب قرآن اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء ہے مانتے ہیں اور فرشتوں اور یوم البعث اور بہشت اور دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ خدا اور رسولؐ نے حرام کیا اس کو حرام سمجھتے اور جو کچھ حلال کیا اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور نہ ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچا اس کو قبول کرتے ہیں چاہے ہم اس کو سمجھیں یا اس کے بھید کو سمجھ نہ سکیں اور اس کی حقیقت تک پہنچ نہ سکیں اور ہم اللہ کے فضل سے مومن موحد مسلم ہیں۔''

(نور الحق جزء اول روحانی خزائن جلد8 صفحہ 7)

❁ ''مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ مَیں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 260)

❁ ''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ 141)

❁ ''اے دوستو! یقیناً یاد رکھو کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزّہ ہے، صرف اسلام ہے۔ یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے۔''

(تبلیغ رسالت جلد6 صفحہ 154۔ مجموعہ اشتہارات جلد1 صفحہ158)

❁ ''یہ اسلام ہی کا خاصّہ ہے کہ وہ صرف قصّوں کی ناقص اور ناتمام تسلّی کو پیش نہیں کرتا بلکہ وہ ڈھونڈنے والوں کو زندہ نشانوں سے اطمینان بخشتا ہے... زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔''

(تبلیغ رسالت جلد6 صفحہ 15-14۔ مجموعہ اشتہارات جلد2 صفحہ12)

❁ ''ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اُس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے... ہم کیا چیز ہیں جو اِس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے۔ وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔''

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 381)

❁ ''میرا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا اِدھر اُدھر جانا بے ایمانی میں پڑنا ہے۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 519)

❁ ''مَیں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر کوئی انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 524-523)

❁ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 558)

❁ ’’عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15-16)

❁ ’’مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا۔..... چنانچہ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردے، ان کے خدا مردے اور خود وہ تمام پَیرو مردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔‘‘

(تبلیغِ رسالت جلد 6 صفحہ 18۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 15-16)

❁ ’’مَیں مسلمان ہوں۔ قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں اور اسلام کو ایک زندہ مذہب اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی مقادیر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ اتنی ہی نمازیں پڑھتا ہوں۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 375)

’’ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلینؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے‘‘

(ازالۂ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 514)

’’ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور! اٹھو! دیکھو! سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 224)

❁ اپنی نبوّت کے متعلق آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میری مراد نبوّت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوّت سے کثرتِ مکالمات و مخاطبتِ الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوّت رکھتا ہوں۔ وَلِکُلٍّ اَنْ یَّصْطَلِحَ۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

نیز اپنے آخری خط مندرجہ اخبار عام میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعتِ اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوّت کا میرے نزدیک کفر ہے اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوّت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔‘‘

(اخبار عام لاہور 23 مئی 1908ء)

نزول المسیح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیتِ کاملہ کے۔ وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 حاشیہ صفحہ 381)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ **حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کے بالمقابل کسی متوازی دین یا شریعتِ جدیدہ کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ آپ کا دعویٰ ظلّی اور انعکاسی نبوّت کا ہے اور یہ مقام آپ کو باتباعِ نبویؐ حاصل کرنے کا دعویٰ ہے۔ نہ مستقل طور پر براہِ راست نبوّت پانے کا دعویٰ۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ کیونکہ احادیث نبویہ میں آنے والے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نواس بن سمعانؓ کی روایت میں چار دفعہ نبی اللہ قرار دیا ہے۔** (صحیح مسلم باب خروج الدجال) اور بخاری اور مسلم کی روایات میں اس مسیح موعود کو اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ میں اُمّتی فرد ہونے کی حیثیت میں اُمّت کا امام بھی قرار دیا ہے۔ (باب نزول عیسیٰ) اور مسند احمد بن حنبل کی روایت کے مطابق موعود عیسیٰ کو ہی یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّهْدِیًّا کے الفاظ میں امام مہدی قرار دیا گیا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6، صفحہ 411 مطبوعہ بیروت) انہی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کو اُمّتی نبوّت کا دعویٰ ہے نہ کہ مستقلہ نبوّت کا۔

**جب سرے سے آپ کا مستقلہ نبوّت کا دعویٰ ہی نہیں تو کسی مستقل شریعت کا دعویٰ کیسے ہوسکتا ہے۔** ایسے دعاوی سے آپ نے ہمیشہ انکار کیا ہے۔ چنانچہ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

’’جس جس جگہ مَیں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔‘‘

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210-211)

چونکہ اس قسم کا دعویٰ مولوی ابو الحسن ندوی کے نزدیک ختم نبوّت کے منافی نہ تھا۔ اس لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف غلط فہمی پھیلانے اور آپ سے لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے انہوں نے آپ پر ہی اپنی اس کتاب میں یہ الزام دے دیا ہے کہ آپ کا دعویٰ جدید شریعت لانے اور مستقل نبی ہونے کا ہے۔

## خاتم النبیّین کے کن معنوں پر اجماع ہے؟

ندوی صاحب اس بات کو خوب جانتے تھے کہ آیت خاتم النبیّین کی رُو سے اُمّت کا اجماع صرف اس بات پر ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا یا مستقل نبی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فرمایا ہے لَا یَأْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ مُسْتَقِلٌّ بِالتَّلَقِّیْ (الخیر الکثیر صفحہ 80) اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اُمّت محمدیہ کے اندر نبی کا ہونا ختم نبوّت کے منافی نہیں کیونکہ حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ نے خاتم النبیّین کے معنی یہ کئے تھے اَلْمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا یَأْتِیْ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ یَنْسِخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ (موضوعاتِ کبیر صفحہ 59) کہ آیت خاتم النبیّین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمّت میں سے نہ ہو گویا ایسے نبی کی آمد جو شریعت کو منسوخ نہ کرے اور اُمّت میں سے ہو آیت خاتم النبیّین کے منافی نہیں۔

پھر مولوی صاحب موصوف یہ بھی جانتے تھے کہ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح علماء نے یہ بھی کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا جیسا کہ حضرت امام علی القاری نے لکھا ہے:

’’حَدِیْثٌ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ نَعَمْ وَرَدَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مَعْنَاہُ عِنْدَ الْعُلَمَآءِ لَا یَحْدِثُ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ بِشَرْعٍ یَنْسِخُ شَرْعَہٗ۔‘‘

(الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ صفحہ 226 اور المشرب الوردی فی مذھب المھدی)

کہ یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں ہوگی باطل ہے البتہ حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وارد ہے جس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ **آئندہ ایسا کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔**

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے یہ بھی لکھا ہے:۔

’’ان النبوۃ تتجزی و جزء منہا باق بعد خاتم الانبیاء‘‘۔

(المسوی شرح المؤطا جلد 2 صفحہ 216، مطبوعہ دہلی)

کہ ’’نبوّت قابل انقسام ہے اور اس کا ایک حصہ خاتم الانبیاء کے بعد باقی ہے۔‘‘

آپ کا یہ قول صحیح بخاری کے قول لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَات کے مطابق ہے کہ نبوّت میں سے مبشرات کا حصہ باقی ہے۔

مولوی صاحب جانتے تھے کہ مسیح موعود جس کی آمد اُمّت میں متوقع چلی آتی ہے حدیث نبوی کے مطابق تشریعی اور مستقل نبی کی حیثیت میں نہیں آئیں گے کیونکہ تشریعی اور مستقل نبوّت تو بموجب حدیث نبوی باقی نہیں رہی اور وہ صرف مبشرات پانے کی وجہ سے نبی کہلائیں گے اور اُمّت محمدیہ کے لئے حکم و عدل ہوں گے۔ اسی منصب کے پانے کا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ہے۔

**مسئلہ ختم نبوّت میں ہمارے اور مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کے خیال میں اصولی طور پر کوئی اختلاف نہیں، نہ مسیح موعود کے اس منصب کے بارہ میں کوئی اختلاف ہے کہ وہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی ہوگا۔ اگر اختلاف ہے تو وہ صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہے۔**

ہمارے نزدیک مولوی ابوالحسن صاحب اس خیال میں غلطی پر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی اِصَالتًا دوبارہ نازل ہوں گے۔ ہمارے نزدیک قرآن و حدیث کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا چکے ہوئے ہیں اور جس مسیح کے نزول کی پیشگوئی تھی اس کا مصداق اُمّت محمدیہ کا ہی ایک فرد تھا۔ ہمارے نزدیک یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وجود میں پوری ہوگئی ہے اور آپ ہی اس اُمّت کے لئے مہدی معہود اور مسیح موعود ہیں۔

مولوی ابوالحسن صاحب ندوی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اس دعویٰ کو کہ آپ ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے اُمّتی آیت خاتم النبیّین اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے مخالف تو نہیں پاتے تھے مگر چونکہ آپ کو قبول کرنے کے لئے بھی آپ کا دل مائل نہیں تھا اس لئے انہوں نے یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لے کے آپ کی طرف یہ دعویٰ منسوب کر دیا ہے کہ آپ نئی شریعت لانے والے مستقل نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔

## مولوی ابوالحسن ندوی کا افتراء

ندوی صاحب نے مستقل نبوّت کے عنوان کے تحت لکھا ہے:۔

’’مرزا صاحب کی تصنیفات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے نبی مستقل صاحبِ شریعت ہونے کے قائل تھے۔‘‘ (قادیانیت صفحہ 94)

**مولوی ابوالحسن صاحب کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر نبی مستقل ہونے کا الزام بہتانِ عظیم اور افتراء ہے۔** مگر اس امر کو ثابت کرنے کے لئے وہ لکھتے ہیں:۔

’’انہوں نے ’اربعین‘ میں تشریعی یا صاحبِ شریعت کی تعریف کی ہے کہ جس کی وحی میں امر و نہی ہو اور وہ کوئی قانون مقرر کرے اگرچہ یہ امر و نہی کسی سابق نبی کی کتاب میں پہلے آچکے ہوں۔ ان کے نزدیک صاحبِ شریعت نبی کے لئے اس کی شرط نہیں کہ وہ بالکل جدید احکام لائے۔ پھر وہ صاف صاف دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس تعریف کے مطابق صاحبِ شریعت اور مستقل نبی ہیں۔‘‘

(قادیانیت صفحہ 95)

اس کے بعد انہوں نے ’اربعین‘ کی عبارت پیش کی ہے مگر اس عبارت میں مستقل نبی کے الفاظ موجود نہیں۔ وہ عبارت یہ ہے:۔

’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی اُمّت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رُو سے بھی

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی۔......

اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى صُحُفِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰى (الأعلىٰ 20-19) یعنی قرآنی تعلیم توریت میں موجود ہے۔‘‘

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 436-435)

**اس عبارت کے منطوق سے ظاہر ہے کہ یہ عبارت بطور الزامِ خصم کے لکھی گئی ہے اور اس میں الزامی رنگ میں مخالفین پر حجت قائم کی گئی ہے۔ مگر اس میں آپ نے مستقل صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مستقل نبی ہونے کا دعویٰ ایک سراسر جھوٹا الزام ہے۔ اربعین 1900ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اصطلاحی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس سے انکار کیا ہے۔**

اس کے بعد 1901ء میں اشتہار ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ میں لکھتے ہیں:۔

’’جس جس جگہ میں نے نبوّت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں۔‘‘

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210)

پس ایسی واضح عبارت کی موجودگی میں جو اربعین سے بعد کی ہے۔ ایک محقق عالم کا فرض ادا کرتے ہوئے ندوی صاحب کا فرض تھا کہ وہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا الزام نہ لگاتے کیونکہ آپ صاف لفظوں میں ایسے دعویٰ سے انکار کر رہے ہیں۔

**مولوی صاحب موصوف نے ’اربعین‘ کی عبارت بھی ادھوری پیش کی ہے۔ اور اس کے بعد کی اس عبارت کو لوگوں کی نگاہ سے اوجھل رکھنے کی کوشش کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:**

❁ **’’ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن ربّانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر حرام نہیں کیا کہ تجدید دین کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو، جھوٹی گواہی نہ دو، زنا نہ کرو، خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔‘‘**

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17، حاشیہ صفحہ 435)

نیز فرماتے ہیں:۔

❁ **’’میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔‘‘**

(اربعین نمبر 4، روحانی خزائن جلد 17، حاشیہ صفحہ 435)

**ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ آپؑ پر جو اوامر و نواہی نازل ہوئے وہ بیانِ شریعت اور تجدیدِ دین کے طور پر ہیں۔ نہ شریعت محمدیہ سے کسی الگ شریعت کے طور پر۔** لہٰذا آپ کو جدید شریعت، مستقل نبی، یا تشریعی نبی، یا مستقلہ شریعت رکھنے والا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اربعین میں نہ مستقل نبی یا مستقلہ شریعت رکھنے کا کوئی دعویٰ موجود ہے۔ نہ اس کے بعد کی تحریروں میں ایسا کوئی دعویٰ موجود ہے۔

ایک تحریر ہم ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ کی پیش کر چکے ہیں جس میں صاف لکھا ہے کہ آپ کو مستقل نبی ہونے یا مستقل شریعت لانے کا دعویٰ نہیں۔ یہ 1901ء کی کتاب ہے۔

پھر 1905ء کی کتاب ’’الوصیت‘‘ میں لکھتے ہیں:

❁ **’’خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نبوّت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطّل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔‘‘**

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، حاشیہ صفحہ 311)

پھر اس کے بعد ’’تجلّیاتِ الٰہیہ‘‘ کے صفحہ 9 پر تحریر فرماتے ہیں:۔

❁ **’’نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لائے کیونکہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے......اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک کہ اس کو اُمّتی بھی نہ کہا جائے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا نہ براہِ راست۔‘‘**

(تجلّیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 401 حاشیہ)

پھر اپنی آخری کتاب ’’چشمۂ معرفت‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

❁ **’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوّت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔‘‘**

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 حاشیہ صفحہ 340)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اپنی زندگی کے آخری ایام تک اپنے آپ کو اُمّتی نبی قرار دیتے رہے۔ نہ کوئی شریعتِ جدیدہ لانے والے نبی یا مستقل نبی۔

اربعین کی عبارت جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا ہے بطور الزامِ خصم کے ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ کو مخالفین کے سامنے اس طرح اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا تھا کہ یہ آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی روشن دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کوئی جھوٹا قول باندھ لیتے تو ہم انہیں دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ان کی رگِ گردن کاٹ دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی مفتری اور متقوّل علی اللہ اپنے وحی والہام کے دعویٰ کے بعد 23 سال کی لمبی عمر نہیں پا سکتا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پائی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بتایا کہ میرے وحی والہام کے دعویٰ پر بھی اتنا عرصہ گزر چکا ہے لہٰذا یہ آیت میری صداقت پر بھی روشن دلیل ہے۔

اس پر بعض مخالفین نے کہا کہ یہ آیت تو صرف صاحبِ شریعت مدّعی کے لئے معیار ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ تمہارا یہ دعویٰ باطل ہے۔ خدا تعالیٰ نے افتراء کے ساتھ شریعت کی قید نہیں لگائی۔ پھر الزامی رنگ میں فرمایا کہ جس امر کو تم شریعت کہتے ہو وہ اوامر و نواہی ہوتے ہیں اور یہ چیز میرے الہامات میں موجود ہے لہٰذا تم لوگوں پر میرا ماننا تمہارے مسلّمہ معیار کی رُو سے حجت ہوا۔

پھر اس خیال سے کہ کوئی آپ کو مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا مدّعی نہ قرار دے آپ نے اس عبارت کے ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ آپ کے اوامر و نواہی بطور تجدید دین اور بیان شریعت کے ہیں۔

تعجب کا مقام ہے کہ اس وضاحت کے باوجود مولوی ابوالحسن ندوی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر اوامر و نواہی کے نزول سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ آپ کو مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ تھا۔ حالانکہ آپ کی تصنیفات شروع سے آخر تک اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ آپ نے باتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وحی و الہام پانے کا دعویٰ کیا ہے۔ نہ بالاستقلال۔ آپ کے لٹریچر میں سے ایک فقرہ بھی اس مفہوم کا دکھایا نہیں جا سکتا کہ آپؑ مستقل نبی ہیں یا مستقل صاحبِ شریعت نبی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو یا ظِلّی اور بروزی نبی قرار دیا ہے یا ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ تا یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ پر گواہ ہو۔

پس مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر سراسر افتراء ہے کہ انہوں نے مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

## شریعت کے احکام پر مشتمل الہامات بزرگان دین کو بھی ہوئے

شریعت کے اوامر و نواہی پر مشتمل الہامات تو اُمّت کے بزرگوں پر بھی نازل ہوتے رہے مگر انہیں کبھی نہ کسی نے مستقل صاحبِ شریعت ہونے کا مدعی قرار دیا ہے اور نہ خود انہوں نے مستقل صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ اوامر و نواہی پر مشتمل الہامات ان بزرگوں پر بواسطہ اتباع نبوی نازل ہوئے ہیں۔ پس بالواسطہ صاحبِ شریعت ہونے اور مستقل صاحبِ شریعت ہونے میں بُعد المشرقین ہے۔ دیکھئے فتوحات مکیّہ جلد 2 صفحہ 258 پر لکھا ہے:۔

’’تنزل القرآن علی قلوب الاولیاء ما انقطع مع کونه محفوظالهم ولٰکنَّ لهم ذوق الانزال وهٰذا البعضهم‘‘

(فتوحات مکیه الباب التاسع وخمسون و مائة فی مقام الرسالة البشریة)

ترجمہ: قرآن کریم کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں باوجودیکہ وہ ان کے پاس اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے۔ لیکن اولیاء اللہ پر نزول قرآنی کے ذوق کی خاطر قرآن ان پر نازل ہوتا ہے۔ اور یہ شان صرف بعض اولیاء کو ہی عطا کی جاتی ہے۔

مزید دیکھئے:۔

1۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ تحریر فرماتے ہیں مجھ پر ذیل کی آیات نازل ہوئیں:

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَالنَّبِيُّونَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ۔

(اٰل عمران: 85)

یہ ساری کی ساری آیت آپ پر الہاماً نازل ہوئی۔

(فتوحات مکیہ، باب فی معرفة منزل التوکل الخامس الذی ما کشفه احد من المحققین جلد 3 صفحہ 341)

(مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت الطبعة الاولیٰ 1998م)

**ب۔ حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ پر مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں جو امر و نہی پر مشتمل ہیں:۔**

1۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔

2۔ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۔

3۔ وَمَا اَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ۔

(علم الکتاب، صفحہ 64)

**ج۔ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی پر مندرجہ ذیل آیات امر و نواہی نازل ہوئیں:۔**

1۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔

2۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔

3۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔

4۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ۔

(رسالہ اثبات الالہام والبیعۃ مؤلفہ مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ وسوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی از مولوی عبد الجبار غزنوی صفحہ 25 مطبوعہ مطبع القرآن امرتسر)

**د۔ امام عبدالوہاب شعرانی مسیح موعود کے متعلق لکھتے ہیں:**

فَيُرْسِلُ وَلِيًّا ذَا نُبُوَّةٍ مُطْلَقَةٍ وَيُلْهِمُ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَيَفْهَمُهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ۔

(الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 89 بحث نمبر 471)

ترجمہ: مسیح موعود نبوّت مطلقہ رکھنے والے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا۔ اس پر شریعت محمدیہ الہاماً نازل ہوگی اور وہ اسے ٹھیک ٹھیک سمجھے گا۔

پس مسیح موعود پر الہاماً شرع محمدیہ کے بعض اوامر و نواہی کا نزول اس کو مستقل صاحبِ شریعت نبی نہیں بناتا۔ کیونکہ اسے نبی الاولیاء ہی قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ غیر تشریعی نبی ہی ہوگا۔ پس قرآن کریم کا مسیح موعود پر الہاماً نزول جب پہلے بزرگوں کے نزدیک بھی اُسے مستقل صاحبِ شریعت نبی نہیں بناتا تو مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کا اربعین کی زیرِ بحث عبارت سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر یہ الزام دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ مستقل نبی اور مستقل صاحبِ شریعت ہونے کے دعویدار تھے۔

افسوس ہے کہ مخالفین بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھتے ہوئے خوف خدا کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور لوگوں کو آپ سے بدظَن کرنے کے لئے آپ پر افتراء کرنے سے بھی نہیں چُوکتے۔

---


قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

**شریف جیولرز**

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

# عہد خلافت ثانیہ کی عظیم الشان ترقیات پر ایک نظر

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 23)

قسط نمبر2

## حضرت مصلح موعودؓ کی تحریکات

### 1916ء تا 1925ء

نومبر 1916ء۔ آنریری مبلغین کے لئے تحریک۔
دسمبر 1916ء۔ خواتین کو تبلیغ فنڈ کی پہلی تحریک۔
دسمبر 1917ء۔ تحریک وقف زندگی۔
مئی 1922ء۔ حفظ قرآن کی تحریک۔
مارچ 1923ء۔ شدھی کے خلاف جہاد کی تحریک۔
فروری 1925ء۔ چندہ خاص کی تحریک۔
فروری 1925ء۔ تبلیغ احمدیت کی خاص تحریک۔

### 1928ء

جولائی 1928ء۔ لاوارث بچوں اور عورتوں کی خبرگیری کی تحریک۔
خصوصی جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کی تحریک۔
دسمبر 1928ء۔ گھروں میں درس جاری کرنے کی تحریک، تعلیم نسواں کی خاص تحریک۔
1928ء۔ جہاد بالقرآن کی خصوصی تحریک۔

### 1930ء

1930ء۔ نفلی روزوں کی خاص تحریک۔ خود حفاظتی کی تحریک۔

### 1931ء

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی طرز تحریر اختیار کرنے کی تحریک۔
اتحاد بین المسلمین کی تحریک۔
صنعت وحرفت کی طرف توجہ کی تحریک۔
خواتین میں بہادری پیدا کرنے کی خاص تحریک۔
مسلم کانفرنس کے قیام کی تحریک۔
فروری۔ اہل کشمیر کے لئے مالی وجانی قربانیوں کی پُرزور تحریک۔
دسمبر۔ قادیان میں مکان بنانے کی تحریک۔

### 1932ء، 1933ء

جنوری 1932ء۔ پیغام احمدیت پہنچانے کی زبردست تحریک۔
جنوری 1932ء۔ تحریک مصالحت۔
1933ء۔ اردو سیکھنے کے لئے کتب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام پڑھنے کی تحریک۔

### 1934ء

جنوری۔ احمدیوں کی تربیت کے لئے تحریک سالکین۔
نومبر۔ تحریک جدید کا اجراء۔

### 1937ء

عالمگیر جنگ کی خبر اور خاص دعاؤں کی تحریک۔
نومبر۔ روایات صحابہ بانی سلسلہ احمدیہ محفوظ کرنے کی تحریک۔
دسمبر۔ مستقل وقف کی تحریک۔

### 1940ء

غیر مبایعین کو تبلیغ کی خاص تحریک۔
مارچ۔ صحابہ مسیح موعودعلیہ السلام کو تبلیغ احمدیت میں سرگرم عمل ہونے کی تحریک۔

### 1942ء، 1943ء

مئی 1942ء۔ قادیان کے غرباء کے لئے غلہ کی تحریک۔
جون 1942ء۔ مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے دعا کی تحریک۔
جولائی 1942ء۔ احمدی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی تحریک۔
ستمبر 1942ء۔ بیرونی مبلغین کے لئے خصوصی دعا کی تحریک۔
ستمبر 1942ء۔ مربیان کوذ کر الٰہی کی اہم تحریک
اکتوبر 1942ء۔ ہندوستان میں دعوت الی اللہ کی خاص تحریک۔
اکتوبر 1943ء۔ دعوت الی اللہ کی خاص تحریک اور مباحثات سے ممانعت۔
وقف زندگی برائے دیہاتی مربیان۔

### 1944ء

مارچ۔ خاندان مسیح موعودعلیہ السلام کو وقف کی خاص تحریک۔
مارچ۔ وقف جائیداد کی تحریک۔
مارچ۔ وقف زندگی کی وسیع تحریک۔
مارچ۔ تعلیم الاسلام کالج کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی تحریک۔
ماہرین علوم پیدا کرنے کی تحریک۔
اپریل۔ حفاظ پیدا کرنے کی تحریک۔
مئی۔ رضا کارانہ دعوت الی اللہ کی ولولہ انگیز تحریک
مئی۔ تسبیح وتحمید اور درود شریف کی اہم تحریک۔
مئی۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے کی تحریک۔
جون۔ نوجوانوں کو بالالتزام نماز تہجد کی تحریک۔
جولائی۔ ہندوستان میں سات مراکز اشاعت اسلام کی تحریک۔
اگست۔ بیویوں میں عدل وانصاف کی تحریک۔
اکتوبر۔ مشہور زبانوں میں تراجم قرآن اور لٹریچر کی تحریک۔
دسمبر۔ کمیونسٹ تحریک کا مطالعہ کرنے کی تحریک جماعت کو صحابہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے وجود سے فائدہ اٹھانے کی تحریک۔

### 1945ء، 1946ء

1945ء۔ جماعت میں اعلیٰ تعلیم کی توسیع کے لئے سکیم۔
1945ء۔ خاندانی وقف کی تحریک۔
1945ء۔ تحریک وقف تجارت۔
1946ء۔ مسلمانان عالم کے لیے دعائے خاص کی تحریک۔
1946ء۔ نوجوانان احمدیت کو قربانیوں کی تحریک۔

### 1947ء تا 1951ء

فروری۔ حفاظت مرکز کے لئے مالی قربانیوں، روزوں اور دعاؤں کی خاص تحریک۔
احمدی مہاجرین کے لئے کمبلوں، لحافوں اور توشکوں کی تحریک۔
اکتوبر۔ احمدیوں کو حفاظتی فنون سیکھنے کی تلقین۔
اکتوبر۔ ذکر الٰہی کی تحریک۔
انڈونیشیا، ایبے سینیا اور سعودی حکومت سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کی تحریک۔
اشاعت اسلام کے لئے فقیرانہ رنگ پیدا کرنے کی ہدایت۔
1948ء۔ فتنہ صیہونیت کے مقابلہ کے لئے زبردست تحریک۔
جولائی 1949ء۔ قرآن کا اردو ترجمہ سیکھنے کی پُرزور تحریک۔
نومبر 1949ء۔ منافق طبع لوگوں کی اصلاح کی تحریک۔
1950ء۔ تبلیغ کے لئے جدید لٹریچر تیار کرنے کی تحریک۔
1950ء۔ دفاع وطن کی تیاری کی پُرزور تحریک۔
فروری 1951ء۔ دعاؤں کے چلہ کی خاص تحریک۔
مارچ 1951ء۔ تبلیغ کا حلقہ وسیع کرنے کی تحریک۔

### 1952ء تا 1954ء

جنوری 1952ء۔ محاسبہ نفس کی دعوت۔
فروری 1952ء۔ قوم کی بے لوث خدمات بجالانے کی تلقین۔
1952ء۔ عالم اسلام کو دعوت اتحاد۔
1952ء۔ تعلق باللہ اور دعاؤں کی خاص تحریک۔
جولائی 1952ء۔ صبر وصلوٰۃ کی پُرزور تحریک۔
اگست 1952ء۔ مساجد کو ذکر الٰہی سے معمور کرنے کی تحریک۔
ستمبر 1952ء۔ تحریک حج۔
1952ء۔ خدمت پاکستان کی خصوصی تحریک۔
1953ء۔ سات روزے رکھنے کی تحریک۔
1953ء۔ سچائی اختیار کرنے کی تحریک۔
دسمبر 1953ء۔ تحریک جدید میں شمولیت کی خاص تحریک۔
اکتوبر 1954ء۔ پاکستان کے لئے تحریک دعا۔

### 1955ء تا 1960ء

28 جنوری 1955ء۔ فارغ التحصیل شاہدین کے لئے نئی سکیم۔
1955ء۔ ضرورت زمانہ کے مطابق لٹریچر تیار کرنے کی تحریک۔
فروری 1955ء۔ صدر انجمن احمدیہ کے لئے واقفین کی تحریک۔
1955ء۔ مسلم فرقوں سے مغربی ممالک میں تبلیغ کی پُرزور اپیل۔
1956ء۔ امریکہ میں نظام وصیت کے نفاذ کی پُرزور تحریک۔
1956ء۔ قادیان کے لئے تحریک وقف زندگی۔
1958ء۔ وقف جدید کی تحریک۔
جنوری 1958ء۔ صد سالہ جوبلی منانے کی تحریک
جولائی 1958ء۔ نوجوانان احمدیت کو سرگرم عمل رہنے کی تحریک۔
اگست 1958ء۔ سینما بینی کے خلاف مؤثر آواز۔
نومبر 1960ء۔ ایک الہامی دعا پڑھنے کی تحریک۔

## بعض اہم واقعات کا تذکرہ

### (1889ء سے 1965ء)

### 1889ء

12 جنوری کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔
18 جنوری بروز جمعہ آپ کا عقیقہ ہوا۔

### 1895ء

آپ کی تعلیم القرآن کی ابتدا ہوئی۔ مکرم حافظ احمد اللہ صاحب نے آپ کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔

### 1897ء

7 جون کو آپ کے ختم قرآن کے موقع پر آمین کی یادگار تقریب ہوئی۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اِس موقعہ پر ایک نظم بعنوان ’’محمود کی آمین‘‘ تحریر فرمائی۔

### 1898ء

آپ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دست مبارک پر باقاعدہ بیعت کی۔
آپ نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخلہ لیا۔

### 1899ء

آپ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور صحابہ کے گروپ فوٹو میں پہلی دفعہ شامل ہوئے۔

### 1900ء

آپ نے انجمن تشحیذ الاذہان کی بنیاد رکھی۔

### 1902ء

اکتوبر میں آپ کا پہلا نکاح حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ (اُمّ ناصر) بنت حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب سے ہوا۔

### 1903ء

اکتوبر میں حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ عمل میں آیا۔

### 1905ء

مارچ میں آپ نے میٹرک کا امتحان امرتسر میں دیا، نیز حضرت مولانا نورالدین (خلیفۃ المسیح الاول) سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

### 1906ء

جنوری میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی طرف سے آپ صدر انجمن احمدیہ کی مجلس معتمدین میں بطور ممبر نامزد ہوئے۔
مارچ میں آپ کی ادارت میں رسالہ تشحیذ الاذہان کا اجراء ہوا۔
26 مئی کو آپ کے ہاں پہلے بیٹے صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب کی ولادت ہوئی جن کی جلد ہی وفات ہوگئی۔
جلسہ سالانہ میں پہلی دفعہ آپ نے پُرمعارف تقریر کی۔

### 1907ء

ایک فرشتہ نے رؤیا میں آپ کو سورۃ الفاتحہ کی تفسیر سکھائی۔

### 1908ء

27 اپریل کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ہمراہ لاہور کا سفر کیا۔
26 مئی کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی وفات پر آپ کی نعش مبارک کے سامنے آپ نے تاریخی عہد کیا۔
27 مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپ کی پہلی تصنیف ''صادقوں کی روشنی کو کون دور کرسکتا ہے'' شائع ہوئی۔

مدرسہ احمدیہ کی بقاء کیلئے زبردست جدّوجہد فرمائی۔

### 1909ء

دہلی، کپورتھلہ، لاہور، قصور اور فیروزپور میں پبلک لیکچر دیئے۔

جولائی میں سرزمین کشمیر کی طرف پہلا سفر کیا۔

15 نومبر کو آپ کے ہاں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کی ولادت ہوئی۔

### 1910ء

فروری میں قادیان میں نماز مغرب کے بعد درس قرآن دینا شروع کیا۔

احمدی طلباء کے لئے تربیتی کلاس کا اجرا کیا۔

24 جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سفر ملتان کے دوران پہلی مرتبہ امیر مقامی مقرر ہوئے۔

29 جولائی کو پہلی بار خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

26/اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔

### 1911ء

انجمن انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ (یہ تبلیغ اور تربیت واصلاح کے لئے پہلے ایک انجمن بنائی گئی تھی)

پادری ینگسن سے مدلل و مسکّت مذہبی گفتگو فرمائی۔

25 ستمبر کو پہلا خطبہ عید الفطر ارشاد فرمایا۔

اکتوبر میں آپ کے ہاں حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی ولادت ہوئی۔

### 1912ء

ہندوستان کی مشہور اسلامی درسگاہوں کا دورہ کیا نیز سفر بلاد عرب اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

6 تا 8/اپریل 1912ء کو مولانا شبلی نعمانی کے اصرار پر آپ ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوئے۔

### 1913ء

18 جون کو اخبار الفضل کا اجراء فرمایا۔

### 1914ء

جنوری میں انجمن ترقئ اسلام قائم فرمائی۔

13 مارچ کو خلافت اولیٰ کے زمانہ کا آخری خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

14 مارچ کو بعد نماز عصر مسجد نور قادیان میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔

مسجد اقصیٰ قادیان میں درس القرآن کا آغاز فرمایا۔

حضور کی طرف سے ایک زبردست اشتہار شائع ہوا۔ ''کون ہے جو خدا کے کام روک سکے''

10/اپریل 1914ء کو خلافت ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس آپ کی صدارت میں ہوا۔

اِس دور کی پہلی مجلس شوریٰ ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنا پروگرام بیان فرمایا۔ (یہی تقریر ''منصب خلافت'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوئی)۔

احمدیہ مشن لندن کا مستقل صورت میں قیام ہوا۔

نظامِ دکن کو تبلیغ کی خاطر 'تحفۃ الملوک' شائع فرمائی۔

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت میر حامد شاہ صاحب نے خلافت ثانیہ کی بیعت کرلی۔

(1914ء میں اختلاف کے موقع پر غیر مبائعین نے 4 احباب کے نام جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والوں سے بیعت لینے کے لئے پیش کئے۔ (1) حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب۔ (2) حضرت سید حامد شاہ صاحب۔ (3) حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری۔ (4) جناب خواجہ کمال الدین صاحب۔ صرف خواجہ صاحب محروم رہے باقی دو احباب نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کرلی تھی)۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے والیٔ بھوپال نواب سلطان جہاں کو احمدیت کی دعوت پر مشتمل خط رقم فرمایا۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغی وفود نے دورے کئے۔

منارۃ المسیح کی دوبارہ تعمیر کا آغاز۔

قدرتِ ثانیہ کے دوسرے دور کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ حضور کی تقاریر برکاتِ خلافت کے عنوان سے شائع ہوئیں۔ جلسہ سالانہ خلاف معمول پانچ دن جاری رہا۔

### 1915ء

حضور نے ''القول الفصل'' تصنیف فرمائی۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے سیلون میں احمدیہ مشن قائم کیا۔

حضور کی تصنیف ''حقیقۃ النبوۃ'' شائع ہوئی۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحب نے ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کیا۔

قادیان میں مبلغین کلاس کا اجرا۔

حضور کی بیان فرمودہ قرآن کریم کے پہلے پارہ کی تفسیر اردو اور انگریزی زبان میں شائع ہوئی۔

مشہور مخیّر خادم سلسلہ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب آف سکندرآباد دکن کی بیعت۔

قادیان سے ہفت روزہ فاروق کا اجرا۔

### 1916ء

مسٹر والٹر (سیکرٹری ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن لاہور) قادیان آئے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی بیوہ حرمت بی بی (تائی صاحبہ) نے بیعت کرلی۔ اور ''تائی آئی'' کا الہام پورا ہوا۔

حضور نے مسلم شریف کا درس عام جاری فرمایا۔

لاہور میں احمدی طلباء کی سہولت کیلئے ہوسٹل کا قیام۔

انجمن ترقیٔ اسلام قادیان کی طرف سے قرآن مجید کے پہلے پارہ کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت۔

قادیان میں منارۃ المسیح کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ کی قادیان میں آمد اور حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات۔

قادیان میں مستقل مرکزی 'صادق لائبریری' قائم ہوئی۔

اِسی سال حضور نے خواتین کے لئے تبلیغی فنڈ کی پہلی تحریک کی۔

### 1917ء

نور ہسپتال قادیان کی تکمیل۔

حضور نے زندگی وقف کرنے کی پہلی تحریک فرمائی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا عزم انگلستان برائے تبلیغ۔

لائبیریا میں پہلی بار احمدیت کا پیغام پہنچا۔

سیلون سے انجمن احمدیہ کولمبو کی طرف سے اینگلو تامل میں ہفتہ واری اخبار The Message کا اجراء۔

آسٹریلیا میں اسلامی لیٹریچر کی اشاعت۔

پنجاب کے سابق چیف جسٹس اور یوپی کے سابق گورنر کو انگلستان مشن کی طرف سے تبلیغِ اسلام۔

(باقی آئندہ)

# خطبہ نکاح

## فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 مارچ 2016ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ نکاح، شادی کے وقت ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ لڑکا اور لڑکی اور ان کے دونوں خاندان، ہر ایک پہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں، جو اُن کو ادا کرنی چاہئیں۔ اور وہ ذمہ داریاں یہ ہیں کہ ایک دوسرے پر اعتماد قائم کریں۔ اور اعتماد قائم کرنے کے لئے، ایک دوسرے کے رشتوں کا خیال رکھنے کے لئے تقویٰ پر چلنے کی کوشش کریں۔ تقویٰ دلوں میں پیدا ہوگا تو ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں گے۔ ہر ایک کا حق ہے، لڑکی کا بھی حق ہے، لڑکے کا بھی حق ہے۔ اور دونوں کو اپنے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے اپنے فرائض پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ پس اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے، ایک لمبی فہرست ہے فرائض کی جس کو تلاش کرنا چاہئے اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ان قائم ہونے والے رشتوں کو کہ یہ تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔

پہلا نکاح عزیزہ افراء احمد بنت مکرم مشتاق احمد صاحب آف گرین فورڈ کا ہے جو عزیزم اطہر احمد ابن مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے ہوا۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ مریم قریشی بنت مکرم محمد ارشد قریشی صاحب آف کرائیڈن کا ہے جو عزیز عزیم احمد ملک ابن مکرم نعیم احمد ملک صاحب کے ساتھ ساڑھے چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا: ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆

## بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ نمبر 18

کہا جاؤ گے تو پاسپورٹ نہیں ملے گا۔ کہنے لگے بے شک نہ ملے مَیں بغیر پاسپورٹ کے ہی اُس ملک میں تبلیغ کے لئے جاؤں گا۔ آخر وہ گئے اور دو سال جیل میں رہ کر انہوں نے بتا دیا کہ خدا نے کیسے کام کرنے والے مجھے دیئے ہیں۔ خدا نے مجھے وہ تلواریں بخشی ہیں جو کفر کو ایک لمحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ مَیں انہیں پہاڑوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرادیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ تنوروں میں کود کر دکھادیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں حرام نہ ہوتی تو میں اس وقت تمہیں یہ نمونہ دکھا سکتا تھا کہ جماعت کے سو آدمیوں کو اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتے۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے 23/اکتوبر 1959ء کو مجلس خدّام الاحمدیہ کے مرکزی اجتماع میں تمام خدّام کو کھڑا کرکے یہ عہد لیا تھا کہ:

''ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرکے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔''

پھر حضورؓ نے فرمایا کہ:

''یہ عہد جو آپ لوگوں نے اس وقت کیا ہے متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں اور جب تمہاری نئی نسل تیار ہو جائے تو پھر اسے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دہراتی چلی جائے اور وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کردے۔ اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو تاکید کرتی چلی جائے۔ اسی طرح بیرونی جماعتوں میں جو جلسے ہوا کریں ان میں بھی مقامی جماعتیں خواہ خدام کی ہوں یا انصار کی یہی عہد دوہرایا کریں۔ یہاں تک کہ دنیا میں احمدیت کا غلبہ ہو جائے اور اسلام اتنا ترقی کرے کہ دنیا کے چپّہ چپّہ پر پھیل جائے''۔

اپنی تقریر ''سیر روحانی'' میں آپؓ نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قَرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قَرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے مَیں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ... پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے۔ مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔''

...✿...✿...✿...

# Pan-African Ahmadiyya Muslim Association UK(PAAMA)

## کے پہلے پِیس سمپوزیم کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

## امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس موقع پر خصوصی پیغام

### سمپوزیم میں ممبرانِ پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفیر، سرکاری عہدیداران و دیگر معززین کی شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے Pan African Ahmadiyya Muslim Association UK (PAAMA) کو 21/اکتوبر 2017ء کو اپنے پہلے پِیس سمپوزیم بمقام طاہر ہال بیت الفتوح منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ پروگرام PAAMA UK کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سمپوزیم کا مرکزی عنوان ''Unity in Diversity'' رکھا گیا یعنی ''اختلاف میں اتحاد''۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد اس بات کو واضح کرنا تھا کہ مذہب نہ صرف دینی لحاظ سے بلکہ دنیا کے مختلف شعبوں میں بھی اتحاد کی فضا قائم کرتا ہے۔ اور یہ کہ لوگوں کو حقیقی اسلام اور دوسرے مذاہب سے آشنائی حاصل ہو تاکہ افریقہ کے لوگ مِل کر دیرپا امن کے لئے متحرک ہوں۔

ممبرانِ پارلیمنٹ، مختلف ممالک کے سفیر، سرکاری عہدیداران اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے معززین اور بیلجیم سے ایک 14 رکنی وفد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ برطانیہ کے اہم عہدوں پر فائز ممبران بھی شامل ہوئے۔

... ... ... ... ... ... ... ...

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم Toban Ephram صاحب نے سورۃ آل عمران آیت 103 تا 105 کی تلاوت کی جبکہ مکرم Misbahudden Adewale صاحب نے متلوّ آیات کا انگریزی ترجمہ پڑھنے کی سعادت پائی۔

اس کے بعد مکرم Tommy Kallon صاحب صدر PAAMA UK نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں تمام شاملین کو خوش آمدید کہا

اور خوشی کا اظہار کیا کہ یُوکے، یورپ اور افریقہ سے لمبا سفر طے کر کے لوگ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے حاضرین کو PAAMA کے مختلف کاموں سے آگاہ کیا اور بتایا کہ PAAMA کا مشن اپنے ممبران کو متحد کرنا، انہیں مستحکم کرنا اور اسلام، سوسائٹی اور افریقہ کی فلاح و بہبود کے لئے خدمت پر متحرک کرنا ہے۔ اِس پِیس سمپوزیم کا مرکزی عنوان بھی PAAMA کے مقاصد کی ترجمانی کرتا ہے۔ آخر پر آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک اقتباس سے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔ حضور انور نے فرمایا: میرا کامل ایمان ہے کہ اگر افریقن ممالک اور افریقہ کے لوگ متحد ہو جاتے ہیں اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں تو ایک نہ ایک دن افریقہ ایک حقیقی عالمی طاقت بن کے اُبھرے گا۔

اس کے بعد حاضرین کو ایک ویڈیو دکھائی گئی جس میں جماعت احمدیہ کی افریقن ممالک میں IAAAE اور ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات کا ذکر کیا گیا تھا مثلاً Water for Life پراجیکٹ، سکولز، ہسپتالز، ماڈل ویلج وغیرہ۔

ویڈیو پریزنٹیشن کے بعد بعض معزز مہمانوں کو تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔

... ... ... ... ... ... ... ...

☆...**میئر آف Merton کونسلر Marsie Skeete صاحبہ گیانا سے تعلق رکھنے والی پہلی میئر خاتون ہیں۔** آپ نے اپنی تقریر میں مُلک کی فلاح و بہبود اور مُلک میں امن کے براہِ راست تعلق پر بات کرتے ہوئے کہا: اس پُرخطر جدید دَور میں جس میں ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کی ہے ہمارے پاس باہمی افہام و تفہیم، ہمدردی اور رواداری کے لئے کوئی وقت نہیں بچا جو دراصل امن کا منبع ہیں۔ انہوں نے تقریر کا اختتام مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کے اس قول سے کیا کہ 'تشدد کو انصاف کے حصول کے لئے اپنی راہ کے طور پر اپنا لینا ناقابل عمل بھی ہے اور بدچلنی بھی...'۔

☆...**ہائی کمشنر آف یوگنڈا H.E Julius Peter Moto** نے اس تقریب کے انعقاد پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ امن ایک ایسی چیز ہے جس کے بارہ میں اس وقت تک بات نہیں کی جا سکتی جب تک سیاسی طور پر اس کے لئے اچھے بیج نہ بوئے جائیں۔

برّاعظم افریقہ سیاسی وجوہات کی بنا پر پناہ گزینوں سے بھرا پڑا ہے جس کی وجہ حکومتوں کی نااہلی ہے۔ موصوف نے بعض افریقن ممالک کی مثال دی جن کی آبادی سیاسی بے سکونی کی وجہ سے پناہ گزینوں سے بھرا ہے۔ مثلاً یوگنڈا نے جنوبی سوڈان سے 1.2 ملین پناہ گزینوں کو پناہ دی ہے۔ مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے آخر پر جماعت احمدیہ کی یوگنڈا میں انسانی بہبود کے لئے عظیم کوششوں کو سراہا۔

☆...**مکرم لارڈ طارق احمد آف ومبلڈن جو Foreign اور Commonwealth کے آفس میں منسٹر آف سٹیٹ بھی ہیں** کی اس پروگرام میں اہم تقریر تھی۔ آپ نے جدید دَور میں Commonwealth کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر بات کی جس سے مختلف قوموں اور لوگوں کا متحد ہو کر ایک طاقت بننا ہے۔

مرکزی عنوان Unity in Diversity پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ Foreign and Commonwealth آفس اس پیغام کی ترجمانی کرتا ہے۔ انہوں نے حاضرین سے کہا کہ وہ اس آفس کے ساتھ مِل کر کام کریں تاکہ مختلف مسائل کو حل کیا جا سکے۔ آپ نے کہا کہ مذہبی فرقے اور جماعتیں امن کے حصول کے لئے بہت بڑا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

☆...**ہائی کمشنر آف گھانا کی نمائندہ مکرمہ Rita Tani Iddi** صاحبہ نے تقریب میں شرکت پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور گھانا کے ہائی کمشنر کی طرف سے اپنی مصروفیات کی وجہ سے پروگرام میں شریک نہ ہونے پر معذرت کی۔

موصوفہ نے جماعت احمدیہ کی گھانا میں تعلیم، صحت، روحانی اور اخلاقی بہتری کے لئے کام کو سراہا۔ اور بالخصوص اس بات کا ذکر کیا کہ بہت سے کام اور پراجیکٹ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی سربراہی اور راہنمائی سے ہوئے ہیں۔ موصوفہ نے گھانا میں حضور انور کی مختلف خدمات کا ذکر کیا۔ مرکزی عنوان کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے موصوفہ نے بتایا کہ گھانا میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں۔ اور ہم باہمی رضامندی اور مذاکرات سے افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ اپنی تقریر کا اختتام انہوں نے اس بات سے کیا کہ جماعت احمدیہ گھانا کو اِس امن سمپوزیم کی بنیادی باتوں سے آگاہ کیا جائے گا۔

☆...**Justina Mutale فاؤنڈیشن (جو نوجوان نادار بچیوں کی تعلیم کے لئے وظائف فراہم کرتی ہے) کی بانی اور صدر اور 2012ء میں African Woman کا انعام پانے والی خاتون H.E. Dr Justina Mutale** نے بتایا کہ وہ

زیمبیا میں ایک پُرامن عیسائی فرقے سے تعلق رکھتی ہیں تاہم وہ مغربی ممالک کے متعصّبانہ رویہ سے حیران ہیں۔ اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے ایک بٹن کے دبانے سے اپنے آپ کو ختم کرنے کے لئے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہے۔ موصوفہ نے شمالی افریقہ میں رائج اپنے روایتی ایمان ''Ubuntu'' کی فلاسفی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم انسان ہیں دوسرے انسانوں کی وجہ سے۔ موصوفہ نے عالمی سیاسی صورتحال پر اپنے خدشات کا اظہار کیا اور اس زرّیں اصول کی تلقین کی کہ جو اپنے لئے چاہتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی چاہو۔

... ... ... ... ... ... ... ...

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ممالک میں پارلیمنٹ کے وزٹ اور حضور انور کے مختلف ممالک کے دورہ جات پر مشتمل ایک ویڈیو دکھائی گئی۔

**پروگرام کے آخر پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یُوکے نے تقریر کی۔** آپ نے مکرم Tommy Kallon صاحب صدر PAAMA اور اُن کی ٹیم کو پِیس سمپوزیم کے انعقاد پر مبارکباد دی

اور اس پروگرام کو بخوبی organise کرنے پر سراہا۔ آپ نے کہا کہ دین کے ذریعہ سے ہی حقیقی امن پیدا ہوسکتا ہے کیونکہ دین کے بنیادی اصول حُسن اخلاق، انصاف اور حُسن عمل پر مبنی ہیں۔ پس اس امن کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اس غرض سے دینی رہنما متحد ہوں اور اس دنیا میں ہم آہنگی لائیں جس طرح حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کرکے دکھایا ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اس موقع کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مرسلہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس کا اردو مفہوم اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

## حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یُوکے کی امن سمپوزیم میں تمام شاملین کو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ پَین افریقن احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن یُوکے اپنے پہلے امن سمپوزیم کا انعقاد کر رہی ہے۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ تقریب ہر لحاظ سے بابرکت ثابت ہو۔ مَیں تہِ دل سے معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ بعض وجوہات کی بنا پر مَیں آج شام کو آپ سب کے ساتھ اس تقریب میں حاضر نہیں ہوسکتا۔

آجکل کی دنیا میں اس قسم کی تقریبات زیادہ اہم ہو چکی ہیں کیونکہ دنیا ایک ایسے دَور سے گزر رہی ہے جس میں عدم استحکام اور تنازعات بڑھ رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں دنیا کا امن روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی بھی برّاعظم اس افراتفری کے اثرات و نتائج سے محفوظ ہے۔ پس مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے لوگوں کو حکمت عطا کرے تاکہ تیزرفتاری سے تباہی کی طرف دَوڑنے کی بجائے ان میں اس بات کا شعور پیدا ہو جائے کہ گڑھے میں گرنے سے پہلے وہ واپس آجائیں اور سوسائٹی میں پیار اور امن کے پُل بنائیں۔ لیکن یہ صرف اس وقت ممکن ہوگا جب تمام قومیں اور برّاعظم، خواہ وہ شمالی امریکہ ہو یا جنوبی امریکہ، آسٹریلیا ہو یا یورپ، ایشیا ہو یا پورا افریقہ ہو سب کے سب تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اکٹھے کام کرنے کے لئے راضی ہوں۔ اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مسلمہ اپنے محدود وسائل کے ساتھ مسلسل دنیا میں امن پھیلانے کے کاموں میں اور لوگوں کو پیار، محبت اور ہم آہنگی کے جھنڈے تلے متحد کرنے میں مصروف ہے۔ پَین افریقن ایسوسی ایشن کا یہ امن سمپوزیم بھی اس حقیقت کی طرف نشاندہی کر رہا ہے کہ ہم ہر سطح پر امن قائم کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور یہ کہ نفرت اور تعصب کی ہر قسم کو مٹانے کی کوشش کررہے ہیں۔

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## دعوت الی اللہ کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا جوش وجذبہ اور اس کی حکمت عملی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 فروری 2012ء (سیّدنا مصلح موعود نمبر) میں مکرم سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب کے مضمون میں دعوت الی اللہ کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کے جوش وجذبہ اور اس کے لئے اختیار کی جانے والی حکمت عملی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

☆ حضرت شیخ غلام احمد صاحبؓ واعظ کا شمار عابد وزاہد اور صاحب کشف والہام بزرگوں میں ہوتا تھا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ: ایک دفعہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب مَیں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدہ میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا۔ اور مَیں بھی دعا میں محو ہو گیا اور میں نے دعا کی کہ یاالٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دیدے۔ اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے؟ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے السلام علیکم کہا، مصافحہ کیا اور پوچھا میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کر کے دکھا۔

دین کی فتح کا دن دیکھنے کی یہ بے قرار تمنا جو اس نوعمری میں آپؓ کے دل میں پیدا ہوئی نوعمری ہی میں پھل بھی لانے لگی۔ دعاؤں کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد بھی یہی قرار دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''جہاں تک مَیں نے غور کیا ہے مَیں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ مَیں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ مَیں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو، ... پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں''۔

حضرت مصلح موعودؓ نے منصبِ خلافت پر متمکّن ہوتے ہی احمدیوں میں تبلیغ کی ایک نئی روح پھونک دی۔ دعاؤں کے ساتھ تبلیغ کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کیں اور اس اہم فریضہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کی طرف آپ نے یورپ کا سفر بھی اختیار فرمایا۔ اس سفر پر آمادگی کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: ''مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے اور اگر اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کی خدا تعالیٰ کو جواب دہی سے عہدہ برآ ہونا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفہ وقت ان علاقوں میں جا کر ان کی مشکلات کو دیکھے اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے ... ان ضروریات کو مدّنظر رکھ کر مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدائی تحریک سمجھ کر اس وقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کروں، مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے۔ کیونکہ وہ ممالک ہی تبلیغ کے راستہ میں ایک دیوار ہیں جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدّم فرض ہے۔''

روانگی سے قبل 27 جولائی 1924ء کو ایک مکتوب میں آپؓ نے رقم فرمایا: ''ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں اس کے متعلق پہلے غور کرلیں اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم حاصل نہ ہو۔ پس اسی وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر میں اس جدوجہد میں مر گیا تو اے قوم مَیں ایک نذیر عریاں کی طرح تجھے متنبّہ کرتا ہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے وہ ضرور کوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا، نہ چھوڑنا، آہ نہ چھوڑنا۔''

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے تقاریر اور علمی مجالس کے علاوہ تبلیغ کے لئے بعض کتب بھی تحریر فرمائیں۔ ان میں ایک اہم کتاب ''دعوۃ الامیر'' ہے جو والئی افغانستان کو بھجوائی گئی۔ اور ایک ''تحفۃ الملوک'' ہے جو خلافت کے ابتدائی مہینوں (مئی جون 1914ء) میں شاہِ دکن کو مخاطب کر کے لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کا مسودہ تیار ہونے پر حضور نے احباب قادیان کو ایک جلسہ میں بعد نماز عصر اسے خود پڑھ کر سنایا۔ کتاب شائع ہونے پر اعلیٰ حضرت نظام دکن کے علاوہ دیگر اربابِ حکومت کو بھی بھجوائی گئی۔ اس کے مطالعہ کے نتیجہ میں بکثرت احباب احمدیت کی طرف مائل ہوئے بالخصوص دکن کی ایک بہت اہم شخصیت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کو اس کے ذریعہ قبول حق کی توفیق ملی۔ وہ اسماعیلی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور دکن کے ایک متموّل اور صاحب حیثیت گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اُن کا علم وفضل، دلکش صورت اور اوصافِ حمیدہ اس علاقہ میں احمدیت کے لئے بڑی کشش کا موجب بنے اور متعدد افراد کو اُن کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنی دولت کا بیشتر حصہ احمدیت کے لئے وقف کر دیا اور بکثرت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ سے ہندوستان کے طول وعرض میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا اور اس طرح بہت سی سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آئیں۔

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب فرماتے ہیں: ایک دہریہ نے حضورؓ کا ''تحفۃ الملوک'' پڑھا، کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت اور قوّت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہیں آسکے گا۔ پھر اُس نے ''القول الفصل'' پڑھ کر بھی رائے قائم کی کہ ''یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جس کے کلام میں بچپن یا جوشِ شباب یا ناتجربہ کاری یا پست ہمتی کا شائبہ تک نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے جس کے کلام میں قوت، عظمت اور جلال کی روح پائی جاتی ہے''۔

☆ ویمبلے مذہبی کانفرنس میں اسلام کی برتری وحقّانیت کے متعلق حضورؓ کے معرکۃ الآراء مضمون ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' میں اسلام کی بنیادی تعلیمات ان کی حکمت و فلسفہ بڑے دلنشین انداز اور مدلّل طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ ایک مشہور فرانسیسی عالم جو مذاہب کے تقابلی مطالعہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ یہ مضمون سن کر بے ساختہ کہنے لگے: "Well put, well arranged, well dealt" یعنی خوب بیان کیا گیا، خوب ترتیب دیا گیا اور خوب پیش کیا گیا۔

اکثر حاضرین کی زبان پر تھا کہ 'ایک نادر خطاب۔ ایسے اچھوتے مضامین ہر روز سننے میں نہیں آتے'۔ بعض تبصرہ کرنے والوں نے کہا کہ 'یہ اس زمانے کا لوتھر معلوم ہوتا ہے'۔ اور یہ کہ 'یہ موقعہ احمدیوں کے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ ہے'۔ خود حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس کتاب کے بارہ میں ایک بار فرمایا کہ: فرانس کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے اسلام کے متعلق ایک مضمون میں میری اس کتاب کو اسلام کے متعلق اہم ترین تصنیف قرار دیا۔

یہ مضمون ویمبلے کانفرنس میں حضورؓ کی موجودگی میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ نے پڑھا تھا۔ برطانوی پریس میں اس کا خاصا چرچا ہوا۔ ایک اخبار نے لکھا: ''اس پرچہ کے بعد جس قدر تحسین وخوشنودی کا چیئرز (Cheers) کے ذریعہ اظہار کیا گیا اس سے پہلے کسی پرچہ پر ایسا نہیں کیا گیا''۔ (مانچسٹر گارڈین 24 ستمبر 1924ء)

☆ اس یادگار سفر میں پوپ کو اسلام کی حسین تعلیم سے آگاہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ لیکن پوپ نے اس شاندار موقع کو بعض معمولی عذرات سے ٹال دیا۔ اس حوالہ سے حضورؓ فرماتے ہیں: ''1924ء میں جب مَیں یورپ گیا تو روم میں بھی ٹھہرا۔ وہاں میں نے پوپ کو لکھا کہ تم عیسائیت کے پہلوان ہو اور میں اسلام کا پہلوان ہوں۔ مجھے ملاقات کا موقع دو تا کہ بالمشافہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق میں بات کرسکوں۔ اس کے جواب میں پوپ کے سیکرٹری کی طرف سے مجھے چٹھی آئی کہ پوپ صاحب کی طبیعت خراب ہے اس لئے وہ مل نہیں سکتے۔ انہی دنوں اٹلی کے ایک اخبار کا ایڈیٹر جو سوشلسٹ تھا مجھے ملنے آیا وہ ایسا اخبار تھا جس کے دن میں بارہ ایڈیشن نکلتے تھے ... اس نے مجھے کہا کہ آپ یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں۔ یہ بڑا اچھا موقع ہے آپ پوپ سے ملاقات کی کوشش کریں ہمیں مسلمانوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا موقع مل جائے گا اور بالمقابل عیسائیوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا بھی موقع مل جائے گا۔ مَیں نے کہا مَیں نے تو خود اس سے ملاقات کی کوشش کی تھی مگر اس کے سیکرٹری کی طرف سے جواب آ گیا ہے کہ پوپ صاحب کی طبیعت اچھی نہیں۔ کہنے لگا آپ ایک دفعہ پھر اُنہیں میری خاطر لکھیں۔ مَیں نے کہا اس کے معنے تو یہ ہیں کہ تم مجھے بے عزت کروانا چاہتے ہو کیونکہ اس نے ملاقات کا موقع نہیں دینا۔ کہنے لگا: ہماری نظروں میں تو اس سے آپ کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہوگی ... مَیں نے اس کے کہنے پر پھر خط لکھ دیا۔ اس کے جواب میں اس کے چیف سیکرٹری کی مجھے چٹھی آئی کہ پوپ کا محل آج کل زیر مرمت ہے اس لئے افسوس ہے کہ وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ دو چار دن کے بعد پھر وہی ایڈیٹر ملنے کے لئے آیا تو اس نے پوچھا کہ کیا پوپ کی طرف سے کوئی جواب آیا ہے؟ مَیں نے کہا ہاں، اُس نے یہ جواب دیا ہے تم پڑھ لو۔ اس چٹھی کو پڑھ کر اسے بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اب میں اپنے اخبار میں اس کی خبر لوں گا ... چنانچہ دوسرے دن اخبار چھپا تو اس میں اس نے ایک بڑا مضمون لکھا کہ یہاں آجکل مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لیڈر آیا ہوا ہے اس نے پوپ کو خط لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں مجھے ملاقات کا موقعہ دیا جائے تا کہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق باہم گفتگو ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موقعہ بڑا اچھا تھا اور اگر ملاقات ہو جاتی تو پتہ لگ جاتا کہ ہمارے لیڈر اپنے مذہب سے کتنے واقف ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر اپنے مذہب سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر پوپ کے چیف سیکرٹری نے اس کا یہ جواب دیا کہ پوپ کا محل آجکل زیر مرمت ہے اس لئے وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اس نے طنزاً لکھا کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اب پوپ کا محل قیامت تک زیرِ مرمت ہی رہے گا''۔ (خطبہ جمعہ 23 اگست 1957ء)

اس وقت کے پوپ کا نام Eminence Ambrogio Damiano Achille Cardinal Ratti" تھا جو 6/فروری 1922ء کو 64 سال کی عمر میں بشپ آف روم منتخب ہوئے اور 10/فروری 1939ء کو وفات پائی۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے تبلیغ کی ضروریات کے لئے تحریک جدید اور وقف جدید کی سکیموں کا اجراء کرنے کے علاوہ واقفین زندگی کی ضرورت کا بھی احباب جماعت کو احساس دلایا یعنی ایسے مبلغ جو ہمہ تن بس اسی کام کے لئے وقف ہوں، سلسلہ کے لئے اپنے وطن چھوڑنے کے لئے تیار ہوں، اپنی جانوں کو خطرات میں ڈالنے کے لئے تیار ہوں اور بھوکے اور پیاسے رہ کر بغیر تنخواہوں کے اپنے نفس کو تمام تکالیف سے گزارنے پر آمادہ ہوں۔

چنانچہ بیسیوں نوجوانوں نے اس آواز پر لبّیک کہا اور کئی تو اپنی اعلیٰ ملازمتوں سے استعفیٰ دے کر واقف زندگی ہوئے اور ان سب خطرات کو مول لے کر دُور دراز ملکوں میں گئے جس کے پھل خدا تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ خود مشاہدہ کر رہی ہے۔ الغرض یہ حضورؓ کی اس خواہش کا عملی اظہار تھا کہ

شیطان کی حکومت مِٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰؐ ہو

پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کی ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ ''**دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی**''۔ چنانچہ جب 10/مارچ 1944ء کو پیشگوئی مصلح موعود کا اعلان کرنے کے لئے لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ہوا تو اس موقع پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد مختلف ممالک کے اُن مربیان کو پیش کیا جو حضور کی ہدایت کے مطابق اُس وقت تک اکنافِ عالم میں پیغام حق پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے چکے تھے اور انہوں نے اپنے ملک میں جہاں انہوں نے کام کیا تھا اپنے اپنے تأثرات بیان کئے۔ اس موقعہ پر حضرت مولوی ظہور حسین صاحب آف بخارا بھی تھے جن کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا: یہی مولوی ظہور حسین صاحب جنہوں نے ابھی روس کے حالات بیان کئے ہیں، جب انہوں نے مولوی فاضل پاس کیا تو اس وقت لڑکے ہی تھے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ تم روس جاؤ گے؟ انہوں نے کہا مَیں جانے کو تیار ہوں۔ مَیں نے

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide
February 23, 2018 – March 01, 2018

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday February 23, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 49.
01:30 Baitus Salaam Mosque
02:25 In His Own Words
03:00 Spanish Service
03:35 Khazain-ul-Mahdi
04:05 Tarjamatul Qur'an Class: Rec. May 6, 1996.
05:20 Seekers Of Treasure
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 140-148.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 50.
07:00 Beacon Of Truth
08:00 Signs Of The Latter Days
08:45 The Significance Of Flags
09:00 Inauguration Of Baitul Qaadir Mosque: Recorded on June 9, 2015.
10:00 In His Own Words
10:30 Food for Thought
11:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:40 Noor-e-Mustafwi
12:00 Tilawat [R]
12:15 The Significance Of Flags [R]
12:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30 Shotter Shondhane: Recorded on July 30, 2015.
15:35 Signs Of The Latter Days [R]
16:15 Dars-e-Hadith [R]
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 Noor-e-Mustafwi [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:35 Beacon Of Truth [R]
19:25 Inauguration Of Baitul Qaadir Mosque [R]
20:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Friday Sermon [R]
22:40 The Significance Of Flags [R]
23:00 Signs Of The Latter Days [R]
23:40 Dars-e-Hadith [R]

## Saturday February 24, 2018

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:50 Masjid Yadgar Rabwah
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Inauguration Of Baitul Qaadir Mosque
02:30 In His Own Words
03:05 Beacon Of Truth
03:45 The Significance Of Flags
04:00 Friday Sermon
05:15 Masjid Yadgar Rabwah
05:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-158.
06:15 Dars-e-Hadith
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 17.
07:10 Tasheez-ul-Azhan
07:30 Open Forum
08:00 International Jama'at News
08:55 Friday Sermon: Recorded on February 23, 2018.
10:05 In His Own Words
10:35 Dua-e-Mustaja'ab
11:15 Indonesian Service
12:15 Tilawat [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Khazain-ul-Mahdi
15:40 Masjid-e-Aqsa Rabwah
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:10 World News
18:25 Tilawat
18:40 Tasheez-ul-Azhan [R]
19:00 Open Forum [R]
19:30 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2012
21:00 International Jama'at News [R]
21:45 Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:15 Khazain-ul-Mahdi [R]

## Sunday February 25, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:25 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany
02:15 In His Own Words
02:45 Masjid-e-Aqsa Rabwah
03:05 Tasheez-ul-Azhan
03:25 Open Forum
03:55 Friday Sermon
05:05 In His Own Words
05:35 Khazain-ul-Mahdi
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 159-169.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 50.
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on February 24, 2018.
08:35 Ashab-e-Ahmad
09:10 Gulshan-e-Waqfe Nau: Rec. November 7, 2013.
09:45 Introduction To Waqf-e-Jadid
10:05 In His Own Words
10:40 Shama'il-e-Nabwi
11:20 Indonesian Service
12:25 Tilawat [R]
12:40 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 23, 2018.
14:10 Shotter Shondhane: Recorded on July 30, 2015.
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
16:00 In His Own Words [R]
16:35 Meri Nasira Wo Naik Akhtar
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:35 Story Time
19:00 Live Beacon Of Truth
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
20:35 Introduction To Waqf-e-Jadid [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:35 Meri Nasira Wo Naik Akhtar [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Ashab-e-Ahmad [R]

## Monday February 26, 2018

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:55 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau
02:35 In His Own Words
03:05 Maidane Amal Ki Kahani
03:50 Friday Sermon
05:00 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
05:30 Ashab-e-Ahmad
06:00 Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 170-177.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 17.
07:05 Rencontre Avec Les Francophones
08:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:30 Malayalam Service
09:00 Huzoor's Interview By Dutch Press: Recorded on October 5, 2015.
09:45 In His Own Words
10:25 Kids Time
11:00 Friday Sermon: Rec. September 15, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Al-Tarteel [R]
12:50 Friday Sermon [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Huzoor's Interview By Dutch Press [R]
15:40 In His Own Words [R]
16:25 International Jama'at News
17:20 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Somali Service
19:00 Malayalam Service [R]
19:30 The Review Of Religions [R]
20:00 Huzoor's Interview By Dutch Press [R]
20:50 In His Own Words [R]
21:25 Signs Of The Latter Days
22:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

## Tuesday February 27, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Al-Tarteel
01:35 Huzoor's Interview By Dutch Press
02:25 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
03:50 Rencontre Avec Les Francophones
04:55 Kasre Saleeb
05:35 Malayalam Service
06:00 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 1-5.
06:20 Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 51.
07:00 Liqa Maal Arab: Recorded on July 31, 1996.
08:00 Story Time
08:15 Art Class
08:45 Gulshan-e-Waqfe Nau: Rec. November 7, 2013.
09:20 Maidane Amal Ki Kahani
09:55 In His Own Words
10:25 Seerat-e-Ahmad
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 23, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
15:50 Maidane Amal Ki Kahani [R]
16:30 Beacon Of Truth
17:20 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Rah-e-Huda: Recorded on February 24, 2018.
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
20:30 In His Own Words [R]
21:00 Seerat-e-Ahmad [R]
21:25 Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:00 Liqa Maal Arab [R]
23:00 Art Class [R]
23:30 Story Time [R]

## Wednesday February 28, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:40 Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau
02:20 In His Own Words
03:00 Beacon Of Truth
03:50 Liqa Ma'al Arab
04:55 Quiz About The Holy Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 6-9.
06:10 Al-Tarteel: Lesson no. 17.
06:45 Question And Answer Session
07:55 Pakistan National Assembly 1974
09:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany 2012
10:05 Masjid Mubarak Rabwah
10:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:10 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 23, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany [R]
16:05 Masjid Mubarak Rabwah [R]
16:25 Mosha'airah
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:30 French Service - L'Islam En Questions
19:00 Masjid Mubarak Rabwah [R]
19:25 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Mosha'airah [R]
22:30 Question And Answer Session [R]
23:40 Masjid Mubarak Rabwah [R]

## Thursday March 01, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
00:55 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany
02:30 Masjid Mubarak Rabwah
02:45 Pakistan National Assembly 1974
03:55 Question And Answer Session
05:00 Mosha'airah
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 43.
07:00 Tarjumatul Qur'an Class: Rec. April 9, 1996.
08:00 Beacon Of Truth: Recorded on January 28, 2018.
09:00 Huzoor's Address To The Ahmadiyya Medical Association: Recorded on January 31, 2015.
09:30 Masjid-e-Aqsa Rabwah
09:55 In His Own Words
10:30 Ahmadiyya Medical Association
11:00 Japanese Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on January 26, 2018.
14:05 Beacon Of Truth [R]
15:00 Masjid-e-Aqsa Rabwah [R]
15:20 Persian Service
15:45 Friday Sermon [R]
16:45 Seekers Of Treasure
17:25 Yassarnal Qur'an [R]
17:55 World News
18:15 Tilawat
18:30 Live Arabic Service: Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35 Friday Sermon [R]
21:40 Seekers Of Treasure [R]
22:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:25 Waste Management

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

*Translations for Huzoor's Programmes are available.*
*Prepared by the MTA Scheduling Department.*

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 Friday 23 February 2018 Issue No. 08

# حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو جو بی بی سی ریڈیو کی اردو سروس کے پروگرام 'سیربین' میں 25 مئی 1984ء بروز جمعۃ المبارک نشر ہوا۔ یہ انٹرویو بی بی سی کے نمائندہ محمد غیور نے کیا۔

**سوال: حکومتِ پاکستان کے نئے Ordinance پر آپ کا کیا ردّ عمل ہے؟**

حضورؒ:

سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ میں آ نہیں سکتی کہ اس قسم کے Ordinance کو Legal Document یا قانون قرار دینا کس طرح ممکن ہے؟ کیونکہ بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت اور اس قسم کی کھلی کھلی۔ اور پھر ایک ایسا انقلابی واقعہ ہوا ہے اس نئے دَور میں جس کا دنیا نے نوٹِس نہیں لیا۔ اور تعجب ہے کہ Human Rights کی خاطر آواز دینے والے ایک ایک آدمی کو Suffering ہو تو وہ شور مچا دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہوا ہے کہ پہلے سچائی نکلوانے کے لئے Torture کرتے رہے ہیں لوگ۔ اس کے خلاف بھی آواز اٹھاتے رہے ہیں لوگ۔ لیکن اب یہ Torture ہے جھوٹ نکلوانے کے لئے۔ یعنی اس بات کی سزا دی جائے گی کہ تم سچ کیوں بول رہے ہو۔ میرا مذہب جو ہے وہ تو مَیں بہتر جانتا ہوں۔ اگر مَیں اپنے مذہب کو اسلام سمجھتا ہوں تو جب تک مجھے سمجھایا نہ جائے کہ تمہارا مذہب اسلام نہیں ہے اور مَیں سمجھ نہ جاؤں، اگر مَیں کہوں گا کہ مَیں غیر مسلم ہوں تو جھوٹ بول رہا ہوں۔

**سوال: لیکن یہ کہ آپ کریں گے کیا؟**

حضورؒ:

ہم نے جو کیا ہے وہ تو وہی ہے جو مذہبی جماعت کو کرنا چاہئے۔ ہم ایک سیاسی جماعت تو نہیں ہیں۔ اور ہم پورا یقین رکھتے ہیں ایک زندہ خدا میں جس نے ہمیں پہلے کبھی بھی نہیں چھوڑا۔ یہ پہلا واقعہ تو نہیں ہے۔ سو سال سے ہم مظالم برداشت کر رہے ہیں اپنے ایمان کی خاطر اور نہیں ٹلے وہ بات سمجھنے سے اور یقین رکھنے سے جس پر ہم یقین رکھتے تھے۔ تو ہمارا ردّ عمل یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم خدا کی طرف جھکتے ہیں۔ چنانچہ اس Ordinance کے بعد ایک ردّ عمل تو یہ ہوا کہ ہر احمدی مسجد سے اس قدر گریہ وزاری کا شور بلند ہوا ہے کہ آذان کی کمی اس گریہ وزاری نے پوری کی۔

**سوال: لیکن عملی طور پر اگر دیکھیں تو آپ نے مسجد میں آذان دینی بند کر دی ہے، مسجد کو مسجد کہنا بند کر دیا ہے۔**

حضورؒ:

مسجد کہنا بند کر دیا اَور بات ہے۔ مسجد پر مسجد لکھا ہونا یہ اَور بات ہے۔ یعنی واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے آقا و مولا ہیں اور آپ کی سنّت ہم نے پکڑنی ہے۔ آپؐ کے زمانہ میں ایسا دَور بھی آیا کہ بلند آواز سے اللہ اکبر نہیں کہہ سکتے تھے مسلمان۔ اور دار ارقم میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ تو عبادت نہیں چھوڑی، خدا کا نام بلند کرنا نہیں چھوڑا۔ مگر اُس حد تک کہ وہ آواز پھیلے اُس حد تک وہ بند کرنا پڑا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ابتدا میں مسجدیں بنانے کی اجازت نہیں تھی۔ صحن خانہ میں بھی نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کی مسجد کو داخل ہو کر اندر شہید کیا گیا کہ صحن میں بھی تم مسجد بناتے ہو؟ یہ دَور گزرے ہیں پہلے، یہ کوئی نیا واقعہ تو نہیں مذہب کی تاریخ میں۔ اور ہم نمونہ وہیں سے پکڑیں گے جو ہمارے بزرگ، ہمارے مولا اور مرشد ہیں۔

**سوال: لیکن یہ جو پاکستان میں خاص طور سے اور دنیا میں اور بہت سے ملکوں میں یہ جو Islamization کا دَور شروع ہوا ہے کیا اُس کا یہ ردّ عمل ہے؟**

حضورؒ:

جی مَیں سمجھ گیا ہوں بہت اہم سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے یہ بات نمایاں نظر آ رہی ہے کہ سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے اور جو نہایت خطرناک ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ چیز جس کو باہر کی دنیا Clergy کہتی ہے۔ اسلام میں کوئی clergy Institutionalized نہیں ہے۔ یعنی مُلّائیت کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن اُس کو وہ زور پکڑتی ہے پھر۔ جب Certificate اسلام کے، خدا کی بجائے مُلّاں سے لینے پڑیں گے تو اُس کی طاقت ابھرے گی۔ اور وہ طاقت ایک منفی صورت میں استعمال ہوتی ہے State کے اندر۔ جس کے نتیجہ میں مَیں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ ایک انٹرنیشنل سازش ہے اسلام کے خلاف۔ جب اسلام کے نام پر ایک مُلّائیت کو عروج ملے گا تو بظاہر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ Communism کے خلاف ہمیں ایک Instrument ایک ذریعہ مل جائے گا۔ بدنامی اسلام کی اور فائدہ امریکہ کو۔ یہ ہماری ایک حیثیت ہے صرف خیالی مذہبی لوگوں کی نہیں بلکہ حقیقی۔ ہم خدا پر زندہ یقین رکھتے ہیں اور دعاؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ہر ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑھایا ہے پہلے سے۔ یہ ایک ایسی تاریخ ہے جسے دنیا میں کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ اس لئے ہمیں کامل یقین ہے کہ آئندہ بھی یہی ہو گا۔ جہاں تک Suppression یعنی دباؤ کا تعلق ہے، امر واقعہ یہ ہے کہ جب کسی زندہ قوم کو دبایا جاتا ہے تو وہ ابھرتی ہے۔

**سوال: جب سے یہ نئے قانون پر عمل درآمد شروع ہوا ہے کوئی اطلاعات ایسی ہیں کہ تعداد آپ کی گھٹی ہو؟**

حضورؒ:

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کبھی بھی نہیں ہوا۔ یہ ناممکن ہے۔ ہر ایسے اقدام کے بعد غیر معمولی تعداد بڑھی ہے۔ چنانچہ 74ء کے بعد سب سے بڑی تکلیف تو یہی تھی بعض مخالفین کو کہ ہمیں Not Muslim کہہ دیا، غیر مسلم قرار دے دیا اور اتنی اونچی دیوار کو پھلانگ کر لوگ احمدیت میں پہلے سے زیادہ آ رہے ہیں؟ یہ اگر فکر نہ ہوتی اُن کو تو اِس اقدام کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تو اصل بات اُن کا یہ اقدام ثابت کر رہا ہے کہ ہر روک کے بعد ہم زیادہ قوت کے ساتھ پھیلے ہیں۔

**سوال: یہ 74ء میں سب سے پہلے آپ کے فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور اِس وقت تو Ordinance جاری کیا ہے حکومت نے، اُس وقت یہ پارلیمنٹ کی کارروائی تھی پارلیمنٹ نے منظور کیا اسے، جسے کہنا چاہئے کہ یہ عوام کا فیصلہ تھا۔ اور وہ پارلیمنٹ منتخب تھی۔ تو اب آپ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ عوام کے فیصلہ کے خلاف جا رہے ہیں، خلاف ورزی کر رہے ہیں۔**

حضورؒ:

سوال یہ ہے کہ مذہب عوام بناتے ہیں یا خدا بناتا ہے؟ یہ بنیادی سوال پہلے حل ہونا چاہئے۔ اگر مذہب میں عوام کے فیصلے چلیں تو دنیا کا ہر نبی اپنے وقت میں جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔ کیونکہ ہر نبی کے وقت عوام کی اکثریت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ اس لئے بالکل بے معنی اور لغو بات ہے۔

دوسرے یہ کہ عوام کو یہ حق تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو کچھ سمجھیں اور اپنے قانون میں لکھ دیں۔ لیکن یہ کیسے حق ہو سکتا ہے کہ کسی سے یہ حق چھین لیں کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھے؟ یہ دو بالکل مختلف چیزیں ہیں۔ یعنی اگر کوئی کسی کو کتّا کہہ دے تو آپ کہہ دیں گے کہ حق ہے اُس کو کہہ دے کتّا۔ لیکن اِس کے بعد اُس کو یہ کہیں کہ تم کتّوں کی طرح زندگی بسر کرو، یہ کیسے حق مل گیا؟ یا ساتھ کہیں کہ بھونکو بھی اب۔ تو وہ تو نہیں بھونکے گا انسان۔ اس لئے عوام کا حق اپنی جگہ ہے اور فرد کا حق اپنی جگہ ہے اور ان دونوں کی حدیں ہیں جن کو قرآن بھی قائم کرتا ہے، ہر دنیا کا مذہب اور ہر انسانیت کی بنیادی قدریں ان کی حفاظت کرتی ہیں۔

**سوال: آپ کے فرقہ پر مرزا صاحب! یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ فوج میں اپنی جڑیں بنا رہے ہیں اور بیوروکریسی میں جڑیں بنا رہے ہیں اور اس طرح سے پاکستان کی بنیاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں؟**

حضورؒ:

اس سے بڑا جھوٹا الزام تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ پاکستان کی جو جنگیں ہوئی ہیں پچھلی، یہ موجودہ فوجی حکومت اس کا انکار نہیں کر سکتی۔ رن کچھ میں بریگیڈئر افتخار تھے وہ احمدی تھے۔ اور ادھر چھمب جوڑیاں سیکشن میں جنرل اختر ملک تھے وہ احمدی تھے۔ چونڈہ کا ہیرو آج بھی زندہ ہے جنرل عبد العلی، وہ احمدی۔ اور ممتاز فاضلکا سیکٹر میں تھے غالباً، وہ احمدی۔ تو جو نمایاں ہیں دفاع کے واقعات اُن میں احمدی وابستہ ہیں۔ اور کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوا کہ احمدی نے نعوذ باللہ من ذالک پاکستان سے بے وفائی کی ہو۔ پاکستان تحریک میں احمدی سب سے اوّل صف میں تھے۔ اور تبھی قائداعظم، آخر اُن کو علم نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے اُس وقت احمدیوں کو کیوں منہ لگایا؟ کیوں ظفر اللہ خان صاحب کو وزیر بنایا؟ اس لئے کہ جانتے تھے وہ۔ اور وہ جو ہمارے دشمن ہیں اور پاکستان کے دشمن تھے، اب وہ صفِ اوّل کے شہری ہیں اور ہم ایک Third-rate شہریوں میں تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ تو یہ تو زمانہ میں چلتی رہتی ہیں سیاسی چالیں، اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

**سوال: جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ صرف پاکستان میں ہی آپ کا فرقہ نہیں ہے، پاکستان سے باہر بڑی تعداد ہے۔ ان میں مسلمان ملکوں میں بھی ہوں گے؟**

حضورؒ:

جی۔ مگر کم۔

**سوال: تو ان مسلمان ملکوں کا آپ کے ساتھ رویّہ کیا ہے؟**

حضورؒ:

مسلمان ملکوں کا رویّہ جو ہے اس میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے جو علماء ہیں وہ بذات خود نہایت شریف لوگ ہیں۔ اور وہ اُس قسم کا مُلّاں نہیں ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان اور ہندوستان سے ایک خاص قسم کے علماء نے جا کر اُن کو یک طرفہ اتنا زہرناک کر دیا ہے کہ ہمیں کیونکہ جواب کا موقع نہیں اور وہ یکطرفہ باتیں سنتے ہیں اس لئے رفتہ رفتہ ان میں منافرت بڑھتی چلی گئی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں؟ یہ تو ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مذہب میں تو یہ اہمیت ہے کہ اللہ کیا سمجھتا ہے جس کے حضور جان دینی ہے۔ خدا کے دربار میں تو کوئی مولوی نہیں بیٹھا ہو گا فتویٰ دینے کے لئے کہ مَیں اس کو یہ سمجھتا تھا۔

☆...☆...☆